جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

الحمد للہ کہ درین زمان بسعادت قرآن رسالہ نافعہ مملو براہین ساطعہ و دلائل قاطعہ

در جواب رسالہ ہائے ستارہ محمدی و شہاب ثاقب المسمی بہ

آفتاب محمدی

١٣٠٠ھ

از تصانیف عالم معقول و منقول ... اڈیٹر اخبار آفتاب پنجاب لاہور

حسب فرمائش صاحب دانش و تمیز میاں عبد العزیز صاحب لاہوری

باہتمام میاں محمد دتو صاحب مالک و مہتمم -

مطبع محمدی لاہور میں چھپا ١٣٠٠

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی قد کرم بنی ادم علی جمیع الاشیاء والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد الذی افضل الرسل وخاتم الانبیاء وعلی الہ واصحابہ الذین بذلوا جہدہم لاصلاح الاطغیاء وعلی تابعیہم وتبع تابعیہم خصوصا ائمۃ المجتہدین والمحدثین والفقہاء ۔ اما بعد بندہ درگاہ رب الصمد فقیر محمد جہلمی اپنے مسلمان بہائیون کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ کچہہ عرصہ ہوا ہے کہ مولوی غلام قادر صاحب ومولوی بغدادی صاحب نے فرقہ وہابیہ کی زباندرازی وسوء ادبی سے جو بحق بزرگان دین خصوصا امام ائمۃ المجتہدین ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کر رہے ہین تنگ آکر اور اس شعر پر عمل کرکے

ظلم ہے احمقون کی منہ زوری ٭ تنگ یہہ بے لگام کرتے ہین ۔

بمقام سیالکوٹ ایک مجمع عام مین جسمین پنجاب کے وہابیون کے اکثر بڑے بڑے سرگروہ معہ اپنے کتب خانون وشاگرد پیشہ کے موجود تہے بطور نمونہ دو تین مقام اون بے ادبیون مین سے جو مولوی محمد اسمعیل صاحب امام فرقہ وہابیہ نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان مین کل انبیائے عظام خصوصا افضل البشر سید الرسل خاتم الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین کی ہین پیش کرکے قرآن وحدیث سے مؤلف کتاب مذکور کا کفر ثابت کیا اور مخاطبین کو اس امر پر مجبور کیا کہ یا تو اپنے فرقہ کے پیشوا کی تقلید کو ترک کرکے وہ مسلک اختیار کرین جو خیر القرون سے لیکر تیرہوین صدی تک سلف وخلف اہل سنت وجماعت کا جو مذاہب اربعہ مین منحصر مین قرن بعد قرن چلا آتا ہے جسکی حقیت اور خلاف ورزی مین حسب ذیل آیات واحادیث تاکیداً و وعیداً وارد ہین ۔

پہلی آیت سورۂ نسا مین ہے ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ
جہنم وساءت مصیرا یعنے جو کوئی پیروی کرے غیر راستہ مومنون کی متوجہ کرینگے ہم
اوسکو جدہر متوجہ ہوا ہے اور داخل کرینگے ہم اوسکو دوزخ مین اور بری ہی جگہہ پہر جانیکی
دوسری آیت سورۂ آل عمران مین ہی ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد
ما جاءہم البینات واولئک لہم عذاب عظیم ورمت ہوا مانند اون لوگون کی کہ متفرق ہوئے اور اختلاف کیا
پیچہے اسکے کہ آئین اونکے پاس دلیلین اور یہہ لوگ واسطے اون کے عذاب ہے بڑا۔
فتح الرحمن مین شاہ ولی اللہ صاحب محدث نے اس آیت کے نیچے لکہا ہے یعنے تفرق
در اصول دین حرام ست کہ جمعی معتزلی باشند وجمعی شیعہ وعلی ہذا القیاس انتہی۔
پہلی حدیث عن ابن عمر قال رسول اللہ ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ وید اللہ
علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار رواہ الترمذی۔ یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ تحقیق اللہ
نہ جمع کرے گا میری امت کو اوپر گمراہی کے اور ہاتہہ خدا کا ہے اوپر جماعت کے اور
جو شخص اکیلا ہو گیا جماعت سے دہکیلا گیا دوزخ مین۔ دوسری حدیث عن ابن عمر
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ
ابن ماجہ یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ پیروی کرو جماعت بڑی کی پس تحقیق جو شخص جماعت
سے اکیلا ہو گیا دہکیلا گیا دوزخ مین۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اس حدیث کے
نیچے لکہا ہے۔ ومراد حث وترغیب ہست بر اتباع آنچہ اکثر علماء در ان جانب اند انتہی
اور مجمع البحار مین شیخ محمد طاہر نے تحریر کیا ہے انظروا الی ما علیہ اکثر علماء المسلمین
من الاعتقاد والقول والفعل فاتبعوہم فیہ فانہ ہو الحق وما عداہ الباطل انتہی تیسری
حدیث عن معاذ بن جبل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشیطان ذئب الانسان
کذئب الغنم یاخذ الشاذۃ والقاصیۃ والناحیۃ وایاکم والشعاب و
علیکم بالجماعۃ والعامۃ رواہ احمد یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ تحقیق
شیطان آدمی کا بہیڑیا ہے مثل بہیڑیے بکری کے جو پکڑتا ہے گلہ مین سے نکلی ہوئی
بکری اور پیچہے رہی ہوئی اور کنارہ کنارہ چلنے والی بکری کو اور بچو تم مختلف راستہ

بچاوون سے اور لازم پکڑو اسے اور پیروی جماعت کثیرہ کی۔ شیخ عبدالحق نے اسکے
نیچے لکھا ہے - اشارت است بآنکہ معتبر اتباع اکثر جمہور است چہ اتفاق کل در جمیع احکام
واقع بلکہ ممکن نیست انتہی - **چوتھی حدیث** عن ابی ذر قال رسول اللہ
من فارق الجماعة شبرا فقد خلع ربقة الاسلام عن عنقه رواه احمد وابو داؤد
یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ جو جدا ہوگیا جماعت مسلمانوں سے ایک بالشت پس تحقیق
اوسنے اوتار ڈالا ربقہ اسلام کا اپنی گردن سے - **پانچوین حدیث** عن ابی مالک الاشعری
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل اجارکم من ثلث خلال ان لا یدعو
علیکم نبیکم فتهلکوا جمیعا وان لا یظهر اهل الباطل علی الحق وان لا تجتمعوا علی ضلالة
یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ تحقیق خدا تعالی نے پناہ دی تمکو تین خصلتوں سے ایک یہہ کہ تم
پر تمہارا پیغمبر بددعا نکرے کہ تم سب کے سب مرجاؤ دوسرے یہہ کہ غالب نہ آوین اہل باطل اہل
حق پر - تیسرے جمع نہوگے تم گمراہی پر - شیخ عبدالحق نے اِس حدیث کے نیچے لکھا ہے واین
دلیل است بر آنکہ اجماع حجت است کہ عبارت است از اتفاق علماء ہر عصر بر حکمی شرعی
ومراد بعلما مجتہدانند انتہی - **چھٹی حدیث** عن عمرو بن قیس قال رسول اللہ ان اللہ وعدنی
فی امتی واجارهم من ثلث لا یعمهم بسنة ولا یستاصلهم عدو ولا
یجمعهم علی ضلالة رواه دارمی یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ تحقیق اللہ نے وعدہ کیا
مجھسے میری امت کے حق مین اور پناہ دی اونکو تین باتوں سے ایک یہہ کہ ہلاک نکریگا سب کو
عامۂ قحط کے دوم یہہ بارنہ کرسکینگے اونکو دشمن سوم متفق نہونگے گمراہی پر
ساتوین حدیث عن ابن عباس قال رسول اللہ من فارق الجماعة فمات
مات میتة جاهلیة رواه البخاری یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ جو جماعت کو چھوڑیگا اور مریگا
تو اوسکی موت بطور کفر ہے - **آٹھوین حدیث** عن الحارث الاشعری قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم امرکم بخمس بالجماعة والسمع والطاعة والهجرة والجهاد فی
سبیل اللہ وانه من خرج من الجماعة قید شبر فقد خلع ربقة الاسلام عن عنقه
رواه احمد والترمذی - یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ حکم کرتا ہون مین تمکو پانچ باتون

کا جماعت کی پیروی اور سننا و قبول کرنا کلمہ حق کا امرا و علماء سے اور جہاد کرنا خدا
کے راستہ مین اور تحقیق جو شخص نکلا جماعت سے ایک بالشت بھر پس تحقیق اوتارا قبہ
اسلام کا اپنی گردن سے۔ نوین حدیث عن ابن عمر بن الخطاب قال رسول اللہ
من سرہ ان یسکن بحبوحۃ الجنۃ فعلیہ بالجماعۃ فان الشیطان مع الفذ یعنے فرمایا
رسول خدا نے جو شخص پسند کرتا ہے اسبات کو کہ آباد کیا جاوے میانہ بہشت مین پس
اوسپر لازم ہے پیروی جماعت کی کیونکہ شیطان ساتھ اکیلے کے ہے۔
دسوین حدیث عن ابی بصرۃ قال رسول اللہ سألت ربی ان لا یجمع امتی
علی ضلالۃ فاعطانیہا رواہ الطبرانی یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ سوال کیا مینے اپنے
رب سے کہ نہ جمع ہو امت میری گمراہی پر پس اوسنے عطا کیا مجکو گیارہوین حدیث
عن ابن عمر قال رسول اللہ ان اللہ لا یجمع ہذہ الامۃ علی الضلالۃ ابدا
وان ید اللہ مع الجماعۃ فاتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابو نعیم
والحاکم یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ تحقیق اللہ نہ جمع کریگا اس امت کو گمراہی پر ہمیشہ
اور یہہ کہ ہاتھ اللہ کا ہے ساتھ جماعت کے پس پیروی کرو گروہ بڑے کی پس تحقیق
جو شخص اکیلا ہوا وہ اکیلا گیا دوزخ مین۔ بارہوین حدیث عن ابن مسعود ما راہ
المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن وما راہ المسلمون قبیحا فہو عند اللہ قبیح یعنے جس چیز کو دیکھین مسلمان اچھی پس وہ
اللہ کے نزدیک بہی اچھی ہے اور جسکو دیکھین مسلمان قبیح پس خدا کے نزدیک
بہی قبیح ہے تیرہوین حدیث وعن حذیفۃ قلت وہل بعد ذلک الخیر من شر
قال نعم دعاۃ علی ابواب جہنم من اجابہم الیہا قذفوہ فیہا قلت یا رسول اللہ
صفہم لنا قال ہم من جلدتنا ویتکلمون بالسنتنا قلت فما تامرنی ان ادرکنی
ذلک قال تلزم جماعۃ المسلمین وامامہم انتہی ملخصا رواہ البخاری ومسلم
یعنے حضرت حذیفہ بن الیمان کہتے ہین کہ مینے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ آیا اس عمدہ زمانہ
کے بعد بہی شر ہے آپنے فرمایا کہ ہان دوزخ کے دروازون پر بلانیوالے کھڑے ہین
جو اونکی مانیگا دوزخ مین لیجاوینگے مین نے عرض کی کہ یا رسول خدا وہ کون ہین اونکا

حال بیان فرمائے فرمایا وہی لوگ ہماری قوم وملت سے ہونگے اور ہماری زبان دینے قرآن
وحدیث اسے کلام کرینگے مینے عرض کی کہ اگر انکا زمانہ پاؤن تو کیا کرون فرمایا کہ
لازم پکڑ پیروی مسلمانون اور اونکے امام کی۔) یا اپنے پیشوا معلم مؤلف کتاب مذکور کے
ہر ایک قول کو قرآن وحدیث سے ثابت کرین چنانچہ اوسوقت تو حسب فحوائے الحق
یعلو ولا یعلی کے اس فرقہ مین سے کوئی مولوی بھی اس الزام کے دفع کرنے مین چون و
چرا تک نہ کر سکا حالانکہ اس فرقہ کے بڑے بڑے سرغنے علاوہ ضلع سیالکوٹ کے
جہلم و وزیرآباد وغیرہ مقامات دور دراز سے آکر کوس لمن الملک اور ہچو من دیگرے
نیست کا دم مار رہے تھے مگر سبکے سب ایسے ساکت ہوئے کہ ایک ہی فلاخن مین۔ جاء الحق
وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا کے مصداق بنے اور ایسی رسوائی وذلت
نصیب ہوئی کہ خدا اعدا کو بھی نصیب نہ کرے اوسوقت تو سب لوگون کو یہی یقین
ہوگیا تہا کہ اب یہ فرقہ اپنے پیشوا کے عقاید فاسدہ سے باز آکر آیندہ کو اوسکی تقلید سے
توبۃ النصوح کریگا مگر شرم چہ کتی است کہ پیش مردان بیاید۔ تہوڑے ہی دنون کے بعد شیخ
محی الدین تاجر کتب لاہور نے (جسکو ائمہ اربعہ خصوصاً امام اعظم سے دلی بغض وعداوت ہے
اور ایک دو ایسے اہل علم کی مدد سے جو بسبب اپنی سادہ لوحی بلکہ مخبوط الحواسی کے بطور
دیگر وجہ معیشت کے پیدا کرنے سے معذور ہین ہروقت اسی تخصص مین مستغرق رہتا ہے کہ
کہین کوئی نقص حنفیون مین ملے کہ جلدی چہپوا کر اوس کے دام کہرے کرون) بجواب اس
اشتہار کے جو صمصام قادری اور سنان بغدادی کے نام سے اس غرض سے مشتہر
ہوا تہا کہ مباحثہ مذکور کا راست راست واصل واصل سب حال اہل دور دراز کو بخوبی
معلوم ہوجائے ایک رسالہ ستارہ محمدی کے نام سے تالیف کرکے چہپوایا اور اوسمین
فکر ہرکس بقدر ہمت اوست کے اپنے پیشوا کے عقاید باطلہ کو جو سراسر توہین انبیاء
علیہم السلام پر دال تہے مدلل ثابت کرکے ضلوا واضلوا کا مصداق بنا جسکا جواب
الجواب بہی ترکی بہ ترکی رسالہ نیر اعظم فی تفضیل رسول الاکرم نام مین چہپ گیا لیکن۔
انہین ایام مین ایک اور رسالہ شہاب ثاقب نام مولوی عبداللہ صاحب غیر مقلد نے

چھپوایا ہے جسمین اونہون نے اپنی دانست مین مؤلف ستارہ محمدی سے خفت انبیاء
کو قوی دلایل سے ثابت کیا چونکہ اسکے مؤلف نے عام اسلئے کہ اسنے خود جو کچھ کہا یا
وہ کچھ دہی عوام کی غرض سے عمداً اپنے اثبات دعوی مین کتابون کی ایسی عبارات کو
پیش کیا جنکو اونکے مدعا سے کچھہ بہی تعلق نہین ہے مگر اون سے عوام کا جلد دہوکہہ مین آجانا
منظور ہے اور نیز مؤلف ستارہ محمدی نے ستارہ کو از سرنو ترمیم اور اوسمین کچھہ اضافہ کر کے
مکرر چھپوایا ہے اور ایسے ایسے مقامات کو جنپر طفل مکتب بہی بازارون مین تمسخر کرتے اور
کہتے پہرتے ہین کہ تیرہ سو سال تک تو ستارہ محمدی نہ چمکا تہا اب تیرہوین صدی کے اخیر سال
مین ایک تاجر کتب کی دوکان سے چمک اٹہا بالکل نکالکر اونکی جگہہ اور حشو وزوائد بہر دیا
اسلئے اس بندہ درگاہ نے باوجود عدم فرصتی اور کثرت شواغل دنیادی کے جو لازمہ وجہ
معیشت مین ہیہ انسب جانا کہ جسطرح ہو سکے اس رسالہ کا مختصر جواب لکھکر مسلمان بہائیون
کو ورطہ ضلالت مین پڑنے سے روکا جاوے اور ساتھہ ہی اسکے ستارہ محمدی کی ہفوات
کا ردبہی مختصراً لکہدیا جاوے تاکہ یہہ جواب الجواب بیک کرشمہ دو کار کا کام دوے اور اوسکے
علحدہ جواب کے لئے لوگون کو چندان محتاج ہونا نہ پڑے پس اس رسالہ کا نام آفتاب
محمدی رکہا اور اسمین مؤلفین رسالہ ہائے مذکورہ بالا کی عبارات واقوال کو ایسی طرز
پر لکہکر اونکی تردید کی گئی ہے کہ پڑہنے والونکو بغیر اون کے پاس رکہنے کے بہی ترتیبوار
اور صاف صاف مطلب بخوبی سمجہہ مین آسکے — وما توفیقی الا باللہ

مؤلف شہاب ثاقب نے پہلے ایک آیت اور چار احادیث اس مضمون کی لکھکر کہ بلا
تحقیق کسی مسلمان کو کفر کی نسبت نہ دینی چاہئے کتاب درالمختار سے لکہا ہے
کہ فتوی نہ دیا جاوے کسی مسلمان کے کفر کا جبتک ہو سکے اوسکے کلام کی تاویل
صحیح یا ہو ایسی بات کہنے والے کے کفر مین خلاف اگرچہ ہو خلاف والا قول ضعیف
انتہی — جواب ہم تو آیت اور احادیث وقول محولہ کو بالراس والعین مانتے ہین اور حتی
الامکان تاویل کے ہوتے کسی اہل قبلہ کی تکفیر کی جرأت نہین کر سکتے یہانتک
کہ یزید پر لعنت کرنے سے بہی پرہیز کرتے ہین کیونکہ اوسنے جو کچھہ کیا اپنے لئے کیا

اونکے فعل سے کسیکے عقیدہ مین خلل نہین پڑا بخلاف مولوی محمد اسمعیل صاحب کے
کہ گو انسے بعض عمدہ کام بہی واقع ہوئے ہین مگر انبیاء علیہم السلام کے حق مین ایسے
ایسی بے ادبیان صادر نہین ہوئین کہ اونکی کچھہ تاویل ہو سکے اور صرف ان بے ادبیون
پر ہی کیا منحصر ہے بلکہ اونکی تمام کتاب ہی الاماشاء اللہ مخالف عقائد اہل سنت وجماعت
ہے جسکی تردید مین متعدد رسائل تالیف ہوئے ہین چنانچہ وہ تصنیف الا ان کے القاب ومخاطب
ہو رہی ہے اور اوس سے ہندوستان کے اہل اسلام کو ایسا نقصان پہونچا ہے کہ
آپسمین بالکل بٹ گئے ہین اور متفرق ہوگئے ہین جس سے مولوی اسمعیل صاحب بجائے
اسکے کہ صحیح مسلم کی اس حدیث کے پہلے جملہ من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ کے مصداق
بنتے اونکے دوسرے جملہ من سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ کان علیہ وزرہا ووزر من عمل
بہا من بعدہ من غیر ان ینقص من اوزارہم شیئا کے مصداق بنے پس ہمارے علمائے
مولویصاحب موصوف کی نسبت تکفیر کا فتوی صرف اس غرض سے دیا تہا کہ دوسرے
مسلمان لوگ اونکے عقائد فاسدہ مین جو کتاب مذکور مین مندرج ہین مبتلا ہو کر گمراہ نہون
اور ایسی حالت مین تکفیر تو یکطرف رہی سیاستاً بادشاہ کو ایسے آدمی کا قتل کرنا بہی جائز ہے چنانچہ
شامی شرح درمختار مین لکھا ہے والمبتدع لو له دلالۃ ودعوۃ للناس الی بدعته و
یتوھم منه ان ینشر البدعۃ وان لم یحکم بکفرہ جاز للسلطان قتله سیاسۃ
وزجراً لان فسادہ اعلی واعم حیث یؤثر فی الدین انتہی ۔ مگر افسوس یہ ہے
کہ آپ لوگ ان احادیث وآیت پر عمل پیرا نہین ہوتے بلکہ آیت اتامرون الناس بالبر و
تنسون انفسکم پر پورا پورا عمل کر رہے ہین چنانچہ آپکے مجتہد عصر مولوی غلام علی
امرتسری نے تو اپنے رسالہ تحقیق الکلام کے صفحہ ۵۵ و ۵۶ مین شیخ مصلح الدین
سعدی شیرازی اور عارف نامی مولانا عبد الرحمن جامی جیسے بزرگون کو جنکی جلالت
وعظمت اور ثقاہت متفق علیہ زمانہ ہے تکفیر کا فتوی دیدیا صرف اس قصور پر کہ سعدی
نے گلستان مین ع زینہار از قرین بد زنہار ۔ وقنا ربنا عذاب النار ۔ اور مولانا
جامی نے یوسف زلیخا مین موقع معراج آنحضرت مین ع شد از بیم جان گردون صدادہ

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ ـــ سے تضمین کرکے قران کی آیتون کو اپنے سیاق سے نکالا ہی معتبر
کلام مین سے کیون کر دیا کیونکہ آیات مذکورہ کو خدا نے ایسے موقع پہ نازل نہین فرمایا تہا جیسا اونہون نے بعض
اونکو وارد کیا ہے حالانکہ پہلی تضمین کو اونکا آیت قرار دینا صاف اسبات کو ثابت کرتا ہے کہ قرآن
سے مجتہد صاحب کو بالکل مزاولت نہین ورنہ کبہی اوسکو آیت قرار دیکر ایسے بزرگ کی تکفیر پر مستعد
نہوجاتے کیونکہ قرآن مین فقط وقنا عذاب النار یا فقنا عذاب النار آیا ہے اور دوسری تضمین کی
نسبت اونکا یہہ کہنا کہ آیت اپنے سیاق سے نکل گئی ہے صرف اونکی سوء فہمی ہے کوئی اہل علم جسکو ذرا بہی
تمیز ہوگی اوسکو اپنے سیاق سے نکلا ہوا نہ سمجہیگا کیونکہ اس شعر کا صرف یہی مطلب ہے کہ جب آنحضرت صلعم
معراج کیوقت آسمان پر پہونچے تو فرشتون نے اونکا یہہ عروج دیکہکر اس آیت کو جو خاص معراج کے ہی بیان
مین وارد ہے حکایتاً بطور تسبیح جناب باریتعالیٰ کے بعینہ پڑہ دیا یا اوسکا مضمون ادا کردیا جیسے احادیث مین
وارد ہے کہ آنحضرت بوقت افتتاح صلوٰۃ آیت انی وجہت وجہی الخ جو خاص ابراہیم علیہ السلام کے حق
مین وارد ہے نقلاً وحکایتاً پڑہا کرتے تہے اگر یہہ کہو کہ آیت مذکور ابہی حضرت پہ نازل نہوئی تہی تو یہہ کچہہ قادح
نہین کیونکہ سورہ قدر کی تفسیر جامع التفاسیر اور اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ مین لکہا ہے کہ قرآن شریف لوح محفوظ
سے لیلۃ القدر کو یکدفعہ دنیا کے آسمان پہ بہیجا گیا تہا جہانسے جبرائیل حسب موقع وضرورت عرصہ تیئیس سال
تک تہوڑا تہوڑا حضرت کے پاس لاتے رہے اور ہر سال ماہ رمضان مین بہیئت مجموعی ایکدفعہ حضرت کو دکہایا
جاتا تہا پس اس صورت مین ممکن ہے کہ فرشتون کو قرآن یاد ہوگا بلکہ ضرور ہوگا کیونکہ وہ ادنی ادنی باتون سے
جو دنیا مین وقوع مین آنے کو ہوتی ہین واقف ہوتے ہین چنانچہ تفسیر معالم التنزیل مین آیت واتبعوا
ماتتلوا الشیاطین کی تفسیر مین کہا ہے وقال السدی کانت الشیاطین تصعد الی
السماء فیستمعون کلام الملائکۃ فیما یکون فی الارض من موت وغیرہ فیاتون الکہنۃ الخ
حالانکہ معراج کا معاملہ تو ایسا تہا کہ ہزارون سال سے فرشتے حضرت کی آسمان پہ آمد آمد کے انتظار مین تہے
پس مولانا جامی کے ایسا لکہنے سے کونسی قباحت لازم آگئی جسکے لئے ایک عارف باللہ اور عالم ربانی
کو کفر کا فتویٰ دیدیا اور حضرت مجتہد امرتسری نے رسالہ مذکور مین صرف انہین دو حضرات کی
تکفیر پر فتویٰ دیکر اکتفا نہین کیا بلکہ صفحہ اول مین کمال بیباکی وجرأت سے اہل سنت وجماعت
کے چارون فرقہ نقش بندی وقادری وچشتی وسہروردی اور چارون مذہب حنفی ۔ مالکی ۔ شافعی

سبحان الذی اسری بعبدہ ۔ سے تضمین کر کے قرآن کی آیتوں کو اپنے سیاق سے نکالا یعنی عنصر
کلام میں سے کیوں کر دیا کیونکہ آیات مذکورہ کو خدا نے ایسے موقع پہ نازل نہیں فرمایا تھا جیسا اونہوں نے
اونکو وارد کیا ہے حالانکہ پہلی تضمین کو اونکا آیت قرار دینا صاف اسبات کو ثابت کرتا ہے کہ قرآن بعض
سے محمد صاحب کو بالکل مزاولت نہیں ورنہ کبھی اوسکو آیت قرار دیکر ایسے رنگ کی تکفیر پر مستعد
نہوجاتے کیونکہ قرآن میں فقط وقنا عذاب النار یا فقنا عذاب النار آیا ہے اور دوسری تضمین کی
نسبت اونکا یہہ کہنا کہ آیت اپنے سیاق سے نکل گئی ہے صرف اونکی سوء فہمی ہے کوئی اہل علم جسکو ذرا بھی
تمیز ہوگی اوسکو اپنے سیاق سے نکلا ہوا نہ سمجھیگا کیونکہ اس شعر کا صرف یہی مطلب ہے کہ جب آنحضرت صلعم
معراج کیوقت آسمان پر پہونچے تو فرشتوں نے اونکا یہہ عروج دیکھکر اس آیت کو جو خاص معراج کے ہی بیان
میں وارد ہے حکایۃً لبطور تسبیح جناب باریتعالی بعینہٖ پڑھ دیا یا اوسکا مضمون ادا کردیا جیسے احادیث میں
وارد ہے کہ آنحضرت بوقت افتتاح صلوٰۃ آیت انی وجہت وجہی الخ جو خاص ابرہیم علیہ السلام کے حق
میں وارد ہے نقلاً وحکایتاً پڑھا کرتے تھے اگر یہہ کہو کہ آیت مذکورہ ابھی حضرت پہ نازل نہوئی تھی تو یہہ کچھ قادح
نہیں کیونکہ سورہ قدر کی تفسیر جمع التفاسیر اور اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ قرآن شریف لوح محفوظ
سے لیلۃ القدر کو یکدفعہ دنیا کے آسمان پر بھیجا گیا تھا جہاں سے جبرائیل حسب موقع وضرورت عرصہ تئیس سال۔
تک تھوڑا تھوڑا حضرت کے پاس لاتے رہے اور ہر سال ماہ رمضان میں بہیئت مجموعی ایکدفعہ حضرت کو دکھایا
جاتا تھا پس اس صورت میں ممکن ہے کہ فرشتوں کو قرآن یاد ہو گا بلکہ ضرور ہو گا کیونکہ وہ ادنی ادنی باتوں سے
جو دنیا میں وقوع میں آنے کو ہوتی ہیں واقف ہوتے ہیں چنانچہ تفسیر معالم التنزیل میں آیت واتبعوا
ماتتلوا الشیاطین کی تفسیر میں کہا ہے وقال السدی کانت الشیاطین تصعد الی
السماء فیستمعون کلام الملئکۃ فیما یکون فی الارض من موت وغیرہ فیاتون الکہنۃ الخ
حالانکہ معراج کا معاملہ تو ایسا تھا کہ ہزاروں سال سے فرشتے حضرت کی آسمان پہ آمد آمد کے انتظار میں تھے
پس مولانا جامی رح کے ایسا لکھنے سے کونسی قباحت لازم آگئی جسکے لئے ایک عارف باللہ اور عالم ربانی
کو کفر کا پاس فتوی دیدیا اور حضرت مجتہد امرتسری نے رسالہ مذکورہ میں صرف انہیں دو حضرات کی
تکفیر پہ فتوی دیکر اکتفا نہیں کیا بلکہ صفحہ اول میں کمال بیباکی وجرأت سے اہل سنت وجماعت
کے چاروں فرقہ نقشبندی قادری چشتی وسہروردی اور چاروں مذہب حنفی۔ مالکی۔ شافعی

حنبلی کو جنہین ہزارون اولیائے کرام وعلمائے عظام اور رکن اسلام داخل ہین بدعتی قرار دیا جنہین
و مین نقشبندیہ ۔ قادریہ چشتیہ ۔ سہروردیہ کو مشرک فی الرسالۃ اور مشرک فی الالوہیت
قرار دیکر صفحہ ۵۰ مین کا ذکر ہے اور صفحہ ۱۰ سے ۱۴ تک مولانا شاہ ولی اللہ صاحب و شاہ عبدالعزیز
صاحب محدثین دہلوی کی جنکے وجود باجود سے قرآن وحدیث وفقہ فی ہندوستان میں اشاعت پکڑی تشنیع
کی ہے کہ اتنے بڑے بکہ کسی اہل قبلہ کی کوئی نہین کرسکتا جا بجا اونکو اور اونکے خاندان کو بسبب مصلحت
دنیاوی کے موئد بدعت وضلالت قرار دیا اور اتنا خیال نہ کیا کہ جن بزرگان دین کو مین اسوقت بدعتی
و مشرک قرار دیتا ہون دوسرے وقت مین ہر ایک دینی معاملہ کی تحقیق و تدقیق کے لئے انہین کی تحریر
کو مستند سمجھکر اثبات دعویٰ مین پیش کرنے کے سوا چارہ نہوگا اور بجز انکی فضلہ خوری وکاسہ لیسی کے
اور کچھ بن نہ پڑیگا شاباش ﷺ انکار اندئو آید مردان چنین کنند ﷺ نازم کہ بر رقیبان این
کشان گزشتی ۔ گرمست خاک ماہم بربادرفتہ باشد ۔ **قولہ** یہہ کہنا کہ علمائے عرب وعجم کے فتوے
مولوی اسمعیل کی تکفیر مین موجود ہین یہہ محض بہتان ہے اور کارساز باتین ہین اگر لکھے گئے ہین تو ہمین
دکھاؤ انتہی ملخصًا ۔ **جواب** اگر آپکو اون فتوون کے دیکھنے کی ضرورت ہے تو آپ کتاب تنبیہ
محمدیہ و کتاب تقویۃ الایمان اور کتاب بحر الحقیقت اور رسالہ فصل الخطاب مین السنی و بین
الخواب الوہاب سے دیکھ لین اگر یہہ کتابین آپکو نہ مل سکین تو آپ نیر اعظم ہی کو جسمین ان فتاوی
کا کچھ حصہ چھپا ہے دیکھکر اپنی تسلی کرلین اور وہ جو شہاب ثاقب کے اخیر مین مفتی صدر الدین صاحب
مرحوم صدر الصدور دہلی کے فتوی کی نقل شامل کی گئی ہے وہ ہمارے لئے کچھ بھی مضر نہین ہے
کیونکہ اوس مین مفتی صاحب اوسمین صاف لکھتے ہین کہ تقویۃ الایمان کو نہیں نظر اجمال سے دیکھا اور
یہہ اونکا فرمانا صحیح ہے کیونکہ غدر کے بعد ۱۲۷۳ھ ہجری مین جن دنون آپ درگاہ نظام الدین اولیا
مین فرد کش تھے تو بندہ درگاہ ہی بغرض حصول علم اونکی خدمت مین حاضر ہوا تھا چنانچہ تقریبًا
برس سوا برس اونکی خدمت مین رہا آپ اوسوقت بھی یہی فرماتے تھے کہ نہیں ابتک تقویۃ الایمان
کو تفصیلی نظر سے نہین دیکھا پس ظاہر ہے کہ جس چیز کو تفصیلی نظر سے نہ دیکھا جاوے اوسکے
حسن و قبح کی نسبت کوئی قطعی فیصلہ نہین ہو سکتا ایسا ہی مفتی صاحب مرحوم نے پہلی کتاب کو
کو سرسری نظر سے دیکھکر اوسکی نسبت مجمل رائے دیدی لیکن جب مولوی فضل حق صاحب مرحوم نے

مولوی محمد اسمعیل کے عقائد فاسدہ مندرجہ کتاب مذکور کو بالتفصیل لکھکر علمائے شاہجہان آباد
کے سامنے پیش کیا تو سب نے مع مفتی صاحب مرحوم کے اونکی تکفیر کا فتوی دیدیا چنانچہ اوس فتوی
پر بھی مفتی صاحب کی مہر ثبت ہے - علاوہ اسکے اگر مفتی صاحب مرحوم تقویۃ الایمان کو تفصیلی
نظر سے دیکھ لیتے تو قطع نظر دیگر عقائد باطلہ کے جو اوسمین مندرج ہین خاص اس مسئلہ کے سبب سے
بھی ضرور اوسکے مخالف ہو رہتے جو مولوی محمد اسمعیل نے اوسمین شد الرحال کو شرک لکھا ہے
کیونکہ مفتی صاحب نے اپنے رسالہ منتہی المقال فی شرح حدیث لا تشد الرحال مین قبور صلحا خصوصاً
انبیاء کی زیارت کے لئے شد الرحال کے جواز پر بڑا زور دیا ہے اور ابن تیمیہ پر جو اوسکے جواز کا منکر
ہے بشہادت فقہائے شافعیہ و حنفیہ مثل ابن حجر مکی و تقی سبکی وغیرہ علمائے کرام کے بڑی تشنیع کی ہے اور
اوسکے عقائد باطلہ کی مذمت تواریخ معتبرہ مثل کبری و ذہبی وغیرہ سے ثابت کی ہے پس کیا ممکن تھا کہ
اگر وہ کتاب مذکور کو تفصیلی نظر سے دیکھ لیتے اور اوسپر مہر کرکے خود اپنے ہی رسالہ کے مردود بن جاتے
ہان آپ ہی جیسے بے لگامون کے حصہ مین آیا ہے کہ کہین کچھ لکھدیتے ہین اور کہین کچھ جیسا کہ آپکے
پیشوا مولوی محمد اسمعیل کی کتاب تقویۃ الایمان و ایضاح الحق اور صراط المستقیم اور رسالہ امامت
مین ایکدوسرے کے مناقض تحریرین موجود ہین - دوم اگر غور سے دیکھا جاوے تو مفتی صاحب نے
مستفتون کی صاف ناک کاٹ ڈالی ہے اور کوئی بھی لفظ صفت کا نہین لکھا چنانچہ لکھا ہے کہ
تقویۃ الایمان کو نظر اجمال سے دیکھا باعتبار اصول اور اصل مقصود کے بہت خوب ہے سو اسمین
کچھ شک نہین کہ اصل مقصود اس کتاب سے رد شرک ہے اور وہ خوب ہی ہے اسمین کسیکو
کلام ہی نہین اس سے یہ لازم نہین آتا کہ جو اسمین لکھا ہے وہ عمدہ ہے پھر لکھا ہے اور مولوی
اسمعیل صاحب کو ایسا دیکھا کہ یہ کسیکو ایسا دیکھا یہ دونے مقولے صفت و مذمت دونون پر
بولا جاتا ہے بعدہ تحریر فرمایا ہے کہ یہ لوگ اونہین سے ہین جنکے حق مین خدا نے فرمایا ہے ولتکن
منکم امة یدعون الخ اور ان الذین امنوا والذین ھاجروا الخ پس جو انکو کافر و گمراہ
کہے وہ آپ گمراہ ہو اسمین بھی کچھ شک نہین کہ مولوی محمد اسمعیل خاندان شاہ ولی اللہ صاحب
و شاہ عبد العزیز صاحب سے تھے جو مصداق آیات قرآنیہ ہین پس اونکو کافر و گمراہ کہنے والا خود
کافر و گمراہ ہے اسمین مولوی محمد اسمعیل کی اونہون نے کونسی صفت کی جسکو آپنے بڑے فخر سے اخیر

رسالہ مین درج کردیا۔ **قولہ صفحہ ۵** ۔ بھلا مولوی صاحب حوم سے ایسا کہنا اتفاقی کفر ہوتا تو
جسپر اون بزرگان دین نے کفر کے فتوی دئے اگر یہی کہ اونہون نے لکہا ہے کہ یقین کرلینا چاہیے
کہ ہر مخلوق کیا بڑا کیا چھوٹا خدا کی شان کے آگے چمار سے بہی ذلیل ہے، تو یہ کفر کیون ہے کیا کوئی
مخلوق ایسا بہی ہے جسکا شان خدا کا سا ہو ہرگز نہین پہر جب بادشاہ اور چمار کی تمثیل عوام کو سمجہانے
کو پہلے ہی بیان کرچکے تہے تو یہان پر اگر ایسا کہا کہ مخلوق چہوٹی بڑی خدا کی شان کے آگے چمار سے
بہی جیسا وہ بادشاہ کے مقابل مین ناچیز و حقیر ہے زیادہ تر ذلیل ہے کیا ہوا۔ **جواب** ۔
اتفاقی نہ کہو بلکہ عمدًا اُنہون نے ایسا لکہا ہے جسکہ اونکی تمام کتاب بول رہی ہے یہ تو ہم بہی مانتے
ہین کہ خدا کی شان سی کسیکی شان نہین لیکن یہہ تمثیل دینا کہ ہر ایک مخلوق چہوٹی بڑی خدا کی شان
کے آگے چمار سے بہی ذلیل ہے صریح کفر ہے کیونکہ اسمین تمام مومنین کیا بلکہ کل انبیاء و مرسلین کی جو افضل
مخلوقات و موجودات ہین سراسر اہانت ثابت ہوتی ہے کہ اونکو چمار یعنے چوڑہے سے بہی جو ایک بے دین قوم
مین سے ہے ذلیل قرار دیا گیا حالانکہ خدا تعالے نے اپنی پاک کلام مین جابجا عمومًا مومنین کی نسبت
فرمایا ہے کہ وہ میرے آگے بڑے عزت دار اور بزرگ ہین چنانچہ **پہلی آیت** سورہ توبہ مین فرمایا ہے

الذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم
درجۃ عند اللہ واولٰئک ھم الفائزون **دوسری آیت** سورہ حجرات مین آیا ہے
ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنی تحقیق بہت بزرگ تمہارا اللہ کے نزدیک بہت پرہیزگار
تمہارا ہے **تیسری آیت** سورہ انفال مین فرمایا ہے الذین یقیمون الصلٰوۃ ومما رزقنٰھم
ینفقون اولٰئک ھم المؤمنون حقا لھم درجات عند ربھم ومغفرۃ ورزق کریم
یعنے وہ لوگ قایم رکہتے ہین نماز کو اور اوس چیز سے کہ دیا ہے اونکو خرچ کرتے ہین یہہ لوگ وہ ہین
ایمان والے ساتہہ حق کے واسطے اونکو درجے ہین نزدیک اونکے رب کے اور بخشش اور رزق
ہے باکرامت **چوتھی آیت** سورہ منافقون مین ہے وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین
ولٰکن المنافقین لا یعلمون یعنے واسطے اللہ کے ہے عزت اور واسطے رسول اوسکے کے اور
واسطے ایمان والون کے مگر منافق نہین جانتے ۔ یہہ تو عمومًا مومنین کی عزت کا بیان ہے جو
اونکو خدا کے نزدیک حاصل ہے اور انبیا کی شان تو اونسے لاکہون درجہ اعلی و افضل ہے

بنایا ہو خدا نے قرآن مین کسیکو خلیل اللہ کسیکو کلیم اللہ کسیکو روح اللہ اور کسیکو حق مین
ورفعناہ مکانا علیا فرمایا اور ہمارے حضرت کے حق مین وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین اور ورفعنا لک
ذکرک فرمایا اور خود حضرت نے اپنے حق مین انا اکرم الاولین والاخرین عند اللہ رواہ الترمذی
اور انا سید ولد آدم یوم القیامۃ رواہ مسلم اور انا حبیب اللہ رواہ الدارمی اور اذا کان
یوم القیمۃ کنت امام النبیین وخطیبھم وصاحب شفاعتھم رواہ الترمذی فرمایا سو اس سے بڑھکر اور کیا اہانت انبیا
ہو سکتی ہوگی کہ جنکو خدا نے فرمایا ہو کہ وہ میرے نزدیک عزت دار و بزرگ ہین اون سب کو بلا
استثناء و دیگر ادنی مخلوقات کے چمار سے بھی ذلیل قرار دیا جاوے حالانکہ اسمین صرف مومنین وانبیا
کی ہی توہین ثابت نہین ہوتی بلکہ خدا تعالے کی بھی اہانت ثابت ہے کہ خدا تعالی ایسے لوگون
کو معزز و مکرم قرار دیتا اور اپنا خلیل وحبیب بناتا ہے جو صاحب تقویۃ الایمان اور اوسکے معتقدین
کے زعم مین اوسکی شان کے آگے وہ اتنی بھی عزت کے قابل نہین کہ جسقدر ایک چمار کی بادشاہ
کے آگے ہوتی ہے العیاذ باللہ من ہذہ العقیدۃ الفاسدۃ ۔ **قولہ** بیان پر تو کسی انبیاء سے تخصیص
نہین اور قرآن مین تو خاص بعض انبیاء کے حق مین ایسا آچکا ہے چنانچہ پہلی آیت دیکھو وقالوا
اتخذ اللہ ولدا سبحانہ بل لہ ما فی السموات والارض کل لہ قانتون **جواب** کچھ
تو خدا کا خوف کرو کیون دروغ گویم بروے تو پر عمل کر لیا ہے اس آیت کے کونسے لفظ سے یہ نکلتا
ہے کہ ہر ایک مخلوق کیا بڑا کیا چھوٹا خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے بلکہ اس آیت
شریفہ اور اس سے ما بعد دو اور آیتون کا صرف اتنا ہی مطلب ہے کہ یہود و نصاری اور عرب
کے مشرکون نے کہا کہ عزیر اور عیسی اور ملائکہ خدا کے بیٹے بیٹیان ہین پاک ہے اللہ اسپر تہبان
سو ملک ہے سب کچھ جو آسمان اور زمین مین ہے سب ہی اوسکے فرمانبردار ہین ۔ کجا یہ اور کجا
آپکا یہ کہنا کہ قرآن مین تو خاص بعض انبیاء کے حق مین ایسا آچکا ہے چھوٹا منہ بڑی بات
کا مقولہ یاد دلاتا ہے ۔ اور آپکو یہ کہتے ہوئے کہ بیان پر کسی انبیاء سے تخصیص نہین) شرم نہین
آتی سچ ہے بے شرم کی بلا دور ۔ کیا لفظ ہر مخلوق مین مومنین و انبیاء داخل نہین اور اس تعمیم
کی پھر لفظ کیا بڑا کیا چھوٹا سے تخصیص نہین ہوتی کیا اس بڑی مخلوقات مین بنی آدم شامل
نہین جنکے حق مین قرآن مین ولقد کرمنا بنی آدم وارد ہے کیا اس بنی آدم مین بنی اسرائیل ۔

یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العالمین میں خبر دیگئی ہے اور بنی اسرائیل وغیرہ
سے کیا امت محمدیہ اعلی نہیں جسکے بارہ میں آیت کنتم خیر امة اخرجت للناس نازل ہوئی ہے
اور پیغمبر تو ان سب کے سردار ہی ہیں اور ان سرداروں میں بھی ہمارے حضرت افضل واکرم ہیں
بقول شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی ؎ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ پس
باوجود اسکے یہہ کہنا کہ بیان پر کسی انبیاء سے تخصیص نہیں کمال شوخ چشمی بلکہ بیحیائی میں داخل ہے
قولہ اس آیت کی تفسیر میں بیضاوی اور کبیر اور ابو السعود اور مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی نے
بیضاوی کے حاشیہ پہ یوں لکھا ہے کہ ما غیر ذوی العقول کے لئے مقرر ہے اور من ذوی العقول کے
لئے پس مناسب مکان بل لہ کے من فی السموات تھا نہ ما فی السموات پھر یہاں پہ جو ذکر انبیاء ملائکہ کا تھا
کیوں ما فی السموات فرمایا اور من فی السموات نہ فرمایا اسکا جواب یہہ ہے کہ اونکے شان کی ذلت دکھانے
کو بیان کرنیکو ایسا فرمایا کہ تم جسکو میرا بیٹا یا بیٹی جانتے ہو وہ میری عظمت وجلال کے مقابلہ میں جمادات
سے بڑھکر نہیں ہیں اور ضرور ہے کہ باپ اور بیٹے میں کچھہ تو مشابہت ہو حالانکہ میری ذات میں اور ان
اون میں کچھہ مشابہت نہیں۔ **جواب**۔ آیت کو پیش کرتے جب کچھہ مطلب برآری نہ ہوسکی تو
حسب مثل مشہور الغریق یتشبث بالحشیش کے جھٹ تفاسیر کو پیش کردیا مگر الحمد للہ بقول حافظ شیرازی
مصرعہ تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل۔ کے وہانسے بھی صاف جواب ہی ملا کیونکہ
کسی تفسیر سے یہہ نہ نکلا کہ ہر مخلوق کیا بڑا کیا چھوٹا خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے بلکہ تفاسیر
مولہ بالا سے صرف اتنا ہی ثابت ہے کہ اسجگہ (ما) جو غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے بجائے (من)
کے صرف تحقیر الشانہم اے شان العزیر والعیسی آیا ہے اور تحقیر کے معنی خورد شمردن کے ہیں
جیسا کہ منتخب وغیرہ لغات میں ہے نہ وہ جو آپنے اپنی خوش فہمی سے ذلت وحقارت سے تعبیر کئے ہیں سچ ہم
بھی مانتے ہیں کہ حضرت عزیر وعیسی بلکہ کل انبیاء ومرسلین کا رتبہ خدا سے بہت کم اور چھوٹا ہے انہیں
آپنے تفاسیر کے دکہانے کی ناحق تکلیف اوٹھائی اور تحصیل لاحاصل پر عمل کیا البتہ بیضاوی کے حاشیہ
پر اس مقام میں ضرور لکھا ہے کہ تحقیر الشان ہولاء الذین جعلوہم ولد اللہ وانہم فی جنب عظمتہ
تعالی جمادات مستویة الاقدام معہا فی عدم الصلاحیة لاتخاذ الولد انتہی۔ جسکا صرف اتنا ہی مطلب ہے
کہ ان لوگوں نے جنکو خدا کا بیٹا بیٹی قرار دیا ہے وہ اس قابل نہیں کہ اونکو بیٹا بنایا جاوے کیونکہ

و خدا کی عظمت وجلال کے مقابلہ مین مثل جمادات کے ہین حالانکہ باپ اور بھیّہ مین کچھ تو مشابہت
ہوئی چاہیے سو اس عبارت کے حساب پر ہر چمار سے بہی ذلیل ہے ۔ کیا مناسبت ہے کجا وہ کجا یہ آسمان
و زمین بلکہ عرش و کرسی کا تفاوت ع ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا - اگر دینی تحقیق
یہی رہ گئی ہے کہ رطب و یابس اور حسن و قبح مین بہی تمیز نہین تو بس اللہ الہ خیر و صلاح دین کا کام
تمام ہو گیا - ؎ گر ہمین مکتب و ہمین ملا است ٭ کار طفلان تمام خواہد شد - کیا جمادات جو
فی نفسہ ایک پاک چیز ہے چمار کے ساتھہ جو بحکم انما المشرکون نجس کے نجس ہے اونکا کام ہی نجاست
کا ہے مساوی ہو گیا کیا آپکو معلوم نہین کہ جمادات مین سے ایک حجر اسود بہی ہے جو اپنی فضیلت
کے سبب سے واجب التعظیم ہے بلکہ حدیث مین تو یہانتک آیا ہے عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی الحجر واللہ لیبعثنہ اللہ یوم القیمۃ لہ عینان یبصر بہما ولسان ینطق بہ
یشہد علی من استلمہ بحق بحسبتہ اللہ رواہ الترمذی وابن ماجہ والدارمی یعنی رسول اللہ نے
حجر اسود کی شان مین فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ اوٹھاویگا اوسکو اللہ دن قیامت کے واسطے
اوسکو ہونگی دو آنکھین دیکھیگا ساتھہ اونکے اور ہوگی زبان بولیگا ساتھہ اوسکے گواہی دیگا
اوس شخص کے لئے جسنے بوسہ دیا ہوگا اوسکو ساتھہ حق یعنی ایمان و صدق کے سچی گواہی - **قولہ**
آیت جو تہی لیس کمثلہ شیء نہین اللہ جیسا کوئی دیکھو اس آیت مین بجائے قول مولوی صاحب کے کہ ہر مخلوق
کیا بڑا کیا چھوٹا لفظ شے کا واقع ہے اور بجائے اس قول کے کہ چمار سے بہی ذلیل ہے لفظ لیس کمثلہ فرمایا
جواب توبہ توبہ آپ یہہ کیا کہہ رہے ہین یہہ بیداری کی باتین ہین یا خواب کی اضغاث احلام
ہین یہہ تو وہ بات ہوئی ؎ چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا ٭ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا
و ناولہا - مرد آدمی کچھہ تو ہوش کرو کیون اپنے پیشوا کی بخاطرداری وحمایت مین نام آوری
کی غرض سے کہ ہم ہی پانچون سوارون مین سے ہین قرآن کی صریحاً تحریف معنوی کرکے دین
کو برباد کر رہے ہو اور آیت ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ کے مصداق بن رہے ہو
آج اپنے قرآن کی معنوی تحریف کر ڈالی کل آپ لفظی تحریف کرکے علماً وفعلاً یہود و نصاری
کا ورثہ حاصل کروگے کہان آیت کا یہہ مطلب کہ اللہ جیسا کوئی نہین کہان آپکے پیشوا کا اربابا
من دون اللہ کا یہہ قول کہ ہر مخلوق کیا اعلی کیا ادنی خدا کی شان کے آگے چمار سے بہی ذلیل

اور اسپر معاذ اللہ آپکا یہہ حاشیہ کہ دونون ایکدوسرے کے مطابق ہین ؎ قیامت ہے
قیامت ہے قیامت - **قولہ** اور عموماً ایسے کلمات حضرات صوفیہ کرام کی اپنی اپنی تصنیفات
مین موجود ہین دیکھو شیخ سعدی نے فرمایا ہے ؎ دل اندر صمد باید اے دوست بست
کہ عاجز تراست از صنم ہر چہ ہست - دیکھو خدا نے قرآن مین بتونکو رجس فرمایا اور یہان پر سعدی
نے سوا خدا کے بلا امتیاز کسی نبی و ولی کے عموماً سب کو بتون سے عاجز فرمایا - **جواب** اول
تو یہہ شعر بحث سے خارج ہے کیونکہ سوال از آسمان و جواب از ریسمان ہے مولوی غلام قادر صاحب
نے تو آپ لوگونکو اسبات پر مجبور کیا تہا کہ اپنے پیشوا کا مقولہ مذکور کسی آیت قرآنیہ یا حدیث
نبویہ سے ثابت کرو سو وہ تو آپ کچھہ ثابت نہ کر سکے اور یقین ہے قیامت تک نہ ثابت کر سکینگے
دوم خدا کی محبت مین انبیاء و صلحاء اور مومنین کی محبت داخل ہے اور خدا کی محبت سے انکی
محبت باہر نہین بلکہ ایسے مربوط و وابستہ ہے کہ جبتک انبیاء و مومنین کی محبت نہو گی صرف خدا کی
محبت کچھہ فائدہ نہ دیگی چنانچہ سورہ آل عمران مین ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ
یعنے کہہ اے محمد اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو پس پیروی کرو میری دوست رکھیگا اللہ تمکو
سورہ نسا مین ہے ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ یعنے جو شخص فرمانبرداری کرے رسول کی
پس تحقیق فرمانبرداری کی اوسنے اللہ کی اور سورہ مائدہ مین ہے ومن یتول اللہ ورسولہ
والذین آمنوا فان حزب اللہ ہم الغالبون یعنے جو کوئی دوست رکھے اللہ اور اسکے رسول اور
ان لوگون کو جو ایمان لائے پس تحقیق گروہ اللہ کے وہ ہین غالب صحیح بخاری و مسلم مین انس
بن مالک سے روایت ہے قال رسول اللہ صلعم لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ
وولدہ والناس اجمعین یعنے حضرت نے فرمایا کہ نہین پورا ایماندار ہوئیگا تم مین سے کوئی جبتک کہ
مین اسکے نزدیک زیادہ تر دوست نہو جاؤن اسکے باپ بیٹے اور سب آدمیون سے اور معاذ
بن جبل سے روایت ہے سمعت رسول اللہ صلعم یقول قال اللہ تعالی وجبت محبتی للمتحابین فی
والمتجالسین فی والمتزاورین فی والمتباذلین فی رواہ مالک یعنی سنا مینے حضرت سے کہ انہون
نے کہا کہ فرمایا خدا نے کہ واجب ہوئی میری دوستی اون لوگون کے لئے جو ایکدوسرے کو میرے لئے
دوست رکھتے ہین اور میری ذکر و ثنا کے لئے باہم بیٹھتے ہین اور میری رضا کے لئے ایکدوسرے

کی زیارت کرتے ہین اور سیر کو ہی لئے ایکدوسرے پر مال خرچ کرتے ہین - پس سعدی علیہ الرحمۃ
کا مصرعہ اول خدا رسول و مومنین کی محبت سبکو شامل ہے اور مصرعہ دوم مین انبیاء و اولیا
کسیطرح شامل نہین ہوسکتے بلکہ صرف وہ چیزین شامل ہین کہ جنکی محبت دخلق سے خدا اور اوسکے
رسول سے لیئے ہوکیا او نکے احکام کی تعمیل چھوٹتی ہے اور اسی قبیل سے ہے شیخ نظام الدین اولیا کی
وہ عبارت جو کتاب فوائد الفواد مین اونہون نے لکہی ہے کہ ایمان کیسے تمام نمیشود تا ہمہ خلق نزدیک
او ہیچین نماید کر اشیک شتر انتہی - سوم آپ محض بسبب نہ سمجھنے مطلب کے اس شعر کو پیش کرتے
ہین اگر آپ کسی طفل مکتب سے بہی اس شعر کا مطلب پوچھتے تو وہ آپکو صاف صاف بتا دیتا کہ اس شعر کی
مراد صرف اتنی ہے کہ دل خدا کے ساتھ لگانا چاہیے کیونکہ خدا کے سوا اور جسقدر دلبستگی کی چیزین شامل
مال و دولت و اولاد وغیرہ ہین وہ سب بت سے بہی عاجز ہین یعنے جسطرح بت ایک عاجز چیز ہے اور
اوسکو پوجنے پوجنے والے کو کچہ فائدہ نہین اسیطرح خدا کے سوا جو اور چیزین دلبستگی کی ہین اون سے دل
لگانا بے فائدہ ہے یہان کسی نبی و ولی کا تو ذکر کیا بلکہ گمان وخیال تک نہین جسکے لئے آپ تو وہ طوفان
باکر مضحکہ طفلان بنے شعر کا مطلب خود نہ سمجہ سکے اور بیچارے سعدی پہ ناحق بہتان باندہ دیا
ع برین عقل و دانش بباید گریست - **قولہ** شاید حضرت شیخ نے معنی مولویصاحب کی اردو
عبارت کو ہی نہین سمجہے تب ہی وہ آیات جنکو مولویصاحب کی کلام سے کچہ بہی مناسبت نہین
پیش کی ہین اور لفظ آگے کے معنے جو مقابل کے ہین قرب کے سمجہ لئے ان معنون مین تو انبیاء کی عظمت
کے منکر کو تمام اہل اسلام کافر جانتے ہین - **جواب** شکر ہے کہ آپکی زبان سے بہی تو اتنا نکلا
کہ بمعنے قرب انبیاء کی عظمت کے منکر کو تمام اہل اسلام کافر جانتے ہین - **سہ** عمرت دراز باد کہ این
ہم غنیمت است لیکن حسب مثل مشہور خواہ بالین خواہ پائین نجہی کم سیانہ خواہد بود اس سے بہی آپ
پیشوا کسیطرح سرخرو نہین ہوسکتے کیونکہ آپ یہان لفظ (آگے) کو خواہ بمعنے مقابل خواہ قرب
کے لین مگر یہہ مقولہ (چمار سا ذلیل ہے) ایسا ہے کہ اوسکو ہوتے آپکی کوئی تاویل نہین بن
سکتی **شعر** کہین فروغ نہ پائینگے پیش یار چراغ ⁂ وہ ماہ ایک طرف اکطرف ہزار چراغ ⁂ بلکہ ان
معنون مین بہی وہی اعتراض قائم ہے کہ انبیاء و مومنین وغیرہ کو خدا کی شان کے مقابل مین
بلکہ وجود سے جو چمار ہے تشبیہ دینے کے علاوہ خود خدا کی اہانت ثابت ہے کہ وہ باوجود قادر مطلق

ہونے کے اپنے الیو دوست پکڑ یا وجب بنا تا ہے جو آپکے پیشوا کے زعم مین اونکی اتنی بہی عزت
و منزلت نہین جو ایک مجازی بادشاہ کے مقابلہ مین ایک چمار کی ہوتی ہے حالانکہ ہمنے کبہی
نہین سنا کہ کسی بادشاہ نے چمار کو اپنے پاس تک آنے دیا ہو ور اللہ جلشانہ تو قطع نظر انبیاء
کرام کے درجات کے عوام مؤمنین متقین کو قیامت کے روز ایسے قرب و منزلت کو مکان پر اپنے
پاس بٹہائیگا کہ اوس سے زیادہ عزت متصور نہین چنانچہ سورہ قمر مین ہے ان المتقین فی جنات
ونهر فی مقعد صدق عند ملیك مقتدر یعنے پرہیزگار لوگ قیامت کے روز باغون اور
نہرون مین ہونگے مکان پسندیدہ مین ایسے بادشاہ کے پاس جو قادر ہے سب چیزون پر آپنے تو اپنی
طرف سے بیجا طرفداری مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا مگر خدا کے فضل سے آپکے پیشوا کے اوگلے ہوئی
پر کچہہ بہی پردہ نہ پڑ سکا نہ شخص اسپدیہ اک بہی سرسبز ہوا۔ لاکہ ارمان کی پہونچنے پہلے کے لئے۔

اب مین مختصراً اون تین آیات قرآنیہ اور تین احادیث نبویہ کا بہی جواب لکہتا ہون جو صاحب
ستارہ محمدی نے اپنی سوء فہمی سے بڑے فخر کے ساتہہ استفہام پر لکہی ہین اور ناحق مسلمان بہائیون
کو وہ ہو کہ دیکر راہ راست سے اونکو بہکایا ہے۔ **قولہ**۔ یہی آیت سورہ الحاقہ مین خدا نے آنحضرت کی نسبت
فرمایا ولو تقول علینا بعض الاقاویل الخ — **جواب** اگر آپ اس آیت کا مفہوم سمجہتے تو کبہی کو
اپنے اثبات دعوی مین پیش نہ کرتے کیونکہ یہان خدا تعالے نے صرف اپنی شان عظمت اور جلال
کو ہی ظاہر نہین کیا بلکہ کفار و منکرین کو جو قرآن کو کلام الہی نہین سمجہتے اور حضرت کی خانہ ساز
بات جانتے تہے سخت تعریض و تہدید فرما کر حضرت کے صدق و راستی پر کمال مبالغہ ظاہر فرمایا ہے
اور اصل مین ما بین محب و محبوب کے یہہ ناز و نیاز کی باتین ہین چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی
نے مدارج النبوت مین اس آیت کے ذیل مین لکہا ہے واین مبالغہ است در صدق وی صلعم
و نگاہ داشتن حق تعالی ویرا از کذب و افترا لیکن درین عبارت اظہار سطوت و غلبہ ربوبیت است
باوجود تشریف و تکریم لیغفر لک اللہ واین ناشی است از کمال محبت و اہتمام بحال وی و در حقیقت
تعریض است بمفتریان و کذابان تا ہوشیار شوند و اصل قاعدہ ہمانست کہ سابقا گفتہ شد کہ
مارا آن نگاہ باید داشت در آنچہ در عالم محبی و محبوبی از ناز و نیاز گذرد انتہی۔ افسوس کیسا
زمانہ آگیا ہے کہ جس کلام کو محققین متقدمین محب و محبوب مین ناز و نیاز کی باتین قرار دیتے آئے ہین

اس زمانہ کے گستاخ بے ادب اسلام کے پیرایہ مین ادسی مطالب کی ذلت و حقارت پیش نظر
کرین سچ ہے **مصرعہ** ہنر بنظر عداوت بزرگتر عیب است ۔ حضرت من یہہ قرآن شریف
ہر بار پڑھ کر غافلان نہین کہ آپ بغیر تفسیر مفسرین کے جس طرح چاہین آیتون کو اپنے مطلب کے
لئے پھیرین اور وعید من تقنعہ برانیہ کا کچھ خیال نکرین خدا کے لئے ذرا تو عقل کو کام مین
لاؤ اگر بفرض محال حسب مفہوم اس آیت کہ آنحضرت صلعم اپنے پاس سے کوئی بات کہکر خدا
کے ذمہ لگاتے تو یہہ کہان سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ خدا کے آگے معاذ اللہ چمار سے بھی ذلیل
ہوجاتے حالانکہ خدا نے منکرین کو آنحضرت کی صدق مقالی ظاہر کرنیکے لئے صرف اتنا ہی
فرمایا ہے کہ بفرض محال ایسی صورت کے واقع ہونے مین ہم اونکا داہنا ہاتھ پکڑ کر اونکی رگ
کاٹ ڈالتے یہہ آپکے فہم کی خوبی ہے کہ کچھ کا کچھ سمجھ لیا ۔ ع سخن نشناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

قولہ دوسری آیت سورہ زمر مین ہے لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخاسرین
تیسری آیت سورہ انعام مین ہے ولو اشرکوا لحبط عنہم ما کانوا یعملون **جواب** پہلی آیت مین گو
آنحضرت صلعم اور دوسری مین چند انبیاء کو مخاطب کرکے فرمایا گیا ہے مگر مراد اون سے امت
کے لوگ ہین چنانچہ پہلی آیت کے ذیل مین تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہے ہذا خطاب
مع الرسول والمراد منہ غیرہ انتہی یعنے خطاب ساتھ رسول کے ہے اور مراد اوس سے غیر لوگ ہین
اور مدارک التنزیل مین لکھا ہے لان الخطاب للنبی والمراد بہ غیرہ انتہی اسیطرح تفسیر حسینی
وغیرہ مین لکھا ہے ۔ اور دوسری آیت کے ذیل مین تفسیر حسینی مین لکھا ہے کہ درین آیت تہدید
عظیم است مر مشرکان را انتہی ۔ مدارج النبوت مین محدث دہلوی لکھتے ہین ۔ خطاب اگرچہ بحضرت
است ولیکن مراد تعریض بغیر اوست چنانکہ در قول او تعالی لئن اشرکت لیحبطن عملک و چنانکہ
قول او تعالی مر عیسی بن مریم را ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الہین من دون اللہ این روش
در کلام بسیار افتد چنانکہ سلطان امیرے را بر قومی گماشت و میخواہد سلطان کہ امر کند رعیت
را بچیزی توجہ بآن قوم نمیکند بلکہ بامیر میکند و میگوید کہ چنین و چنان کن و اگر چنین کنی و چنان
کنی ترا چنین کنم و چنان کنم در ظاہر خطاب بامیر میکند ولیکن مراد قوم دارد و در حقیقت خطاب
بانشان میکند انتہی ۔ اگر آپ تفاسیر اور محققین کی تحقیق کو دیکھتے اور کچھ عقل کو کام

فرمائے تو کیا کیا اس طرح ان آیات کو پیغمبرون کی ذلت وحقارت پر محمول نہ کیجئے گا آپ
دیکھئے کیون اگر یہ کہا ہی ہوگا تو صریحا چشم پوشی کر لی ہوگی کیونکہ آپکو تو اس رسالہ کے لکھنے
اور چھاپنے سے محض تجارت کی ترقی مد نظر ہے اس موقع پر کسی بزرگ نے سچ کہا ہے ؎
چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد ۔ صد حجاب از دل بسوی دیدہ شد ۔ **قولہ** پہلی حدیث اللہم
انی ضعیف فقونی وانی ذلیل فاعزنی وانی فقیر فارزقنی دوسری حدیث اللہم اجعلنی صبورا واجعلنی
شکورا واجعلنی فی عینی صغیرا وفی اعین الناس کبیرا تیسری حدیث رب فذللنی وفی اعین الناس کعظمنی
ومن سیّئ الاخلاق فجنبنی **جواب** ان احادیث مین لفظ ذلیل اور فذللنی سے مراد ذلت
وخواری نہین ہے جس سے آپکو دہوکہ ہوا کیونکہ اگر ذلیل سے ذلت وخواری کے معنے مراد رکہے جائین
تو پہلی حدیث کے جملہ وانی ذلیل کا آیت وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنافقین لا یعلمون
سے صریح تناقض ثابت ہوگا کہ خدا تو حضرت کو معزز فرمائے اور وہ اپنے آپکو ذلیل قرار دیکر عزت
کے خواہان ہون اور تیسری حدیث کا پہلا جملہ رب فذللنی **حدیث** اللہم انی اعوذ بک
من الفقر والفاقۃ والذلۃ سے متناقض ہے کیونکہ پہلی حدیث مین آپ فرماتے ہین کہ اے رب مجکو ذلیل کر اور دوسری
مین فرماتے ہین کہ مین ذلت سے پناہ مانگتا ہون ۔ اصل حال یہہ ہے کہ لفظ ذلیل کے معنے مشترک ہے
جیسا کہ غیاث اللغات مین لکہا ہے ذلیل خوار از منتخب ودر لطائف بمعنے خوار وگنہگار ورام
ومطیع ونرم وآسان انتہی اور ذلیل مفرد ہے اور جمع اسکی اذل واذلا ہے جیسا کہ منتخب
مین ہے پس ان احادیث مین پہلے معنے مراد نہین بلکہ نرم ورام ومطیع وآسان مین سے حسب
موقع مراد ہین اور انہین معنے کے مرادف ہے جو ملا علی قاری نے حرز الثمین شرح حصن حصین مین
لکہا ہے فالمراد بالذلۃ عدم الجاہ والاعتبار عند عامۃ الناس انتہی اور یہی معنی قرآن مین بہی
بعض مقامات مین لئے گئے ہین چنانچہ اذلۃ علی المؤمنین واعزۃ علی الکافرین یعنی نرم ہین مومنون پر اور غالب
ہین کافرون پر انہا بقرۃ لا ذلول یعنے وہ بیل ہے نہ فرمانبردار یعنی جوتا ہوا ۔ سو اس تحقیق کے بموجب
پہلی حدیث کے یہہ معنے ہین الہی مین تحقیق کمزور ہون پس مجکو قوت دے اور تحقیق مین نرم اور دبے
دبہ ہون پس مجکو عزیز وغالب کر اور تحقیق مین فقیر ہون پس مجکو روزی دے ۔ پس اسمین
کچھ شک نہین کہ ابتدا مین حضرت بہت کم زور اور نرم ودبے دبہ تہے اور کفار اونکو طرح

طرح کی تکالیف پہونچاتے ہتے عمر کے لئے حضرت کو یہہ بھی دعا مانگنی پڑی اللھم ایّد الاسلام بعمر یعنی خداوندا
قوی کر اسلام کو عمر کے اسلام کے ساتھہ اور ایکدفعہ یہہ بھی فرمایا اللھم اعزّ الاسلام بابی جھل بن ھشام
او بعمر بن الخطاب یعنی خداوندا عزیز اور غالب کر اسلام کو بسبب اسلام لانے ابی جہل بن ہشام یا عمر بن
خطاب کے ۔ دوسری حدیث کا یہہ مطلب ہے کہ الٰہی کر مجکو بہت صبر کرنیوالا اور کر مجکو بہت
شکر کرنیوالا اور کر مجکو میری آنکھون مین چھوٹا (تاکہ مین عجب اور غرور مین نہ پڑون) اور لوگون
کی آنکھون مین بڑا (تاکہ اونہین میرا وعظ اور امر و نہی اثر کرے) کذا فی حرز الثمین شرح
حصن حصین لملا علی قاری ۔ تیسری حدیث اسکی مرادف ہے یعنے اے رب مجکو میری نظر مین
ذلیل کر اور لوگون کی نظر مین مجکو عظیم دکھلا اور بُری عادتون سے مجکو دور رکھہ ۔ پس دیکھو ان احادیث
کا کیا مطلب تہا جنکو مؤلف ستارہ نے اپنی کم فہمی سے کچھہ اور ہی سمجھکر معاذ اللہ حضرت کی ذلت
پر محمول کر دیا اور اسی سرمایہ علمی و بے بضاعتی پر یہہ بے لگامی کہ آئمہ مجتہدین پر طعن کرنا ہے
کسی نے کیا عمدہ کہا ہے ؎ اگر ہوتا زمانے مین حصول علم بے محنت ۔ تو بس ساری کتابین ایک
جاہل دہو کے پی جاتا ۔ **صاحب** شہاب ثاقب و ستارہ محمدی اپنے پیشوا کے اس قول کی
نسبت کہ (سب لوگ پہلے اور پچہلے آدمی اور جن یہہ سب ملکر جبرائیل اور پیغمبر ہی سے ہوجاوین تو
اوس مالک الملک کی سلطنت مین اونکے سبب سے کچھہ بھی رونق بڑھہ نجاویگی اور جو سب شیطان
اور دجال ہی سے ہوجاوین تو اوسکی کچھہ رونق گھٹنے کی نہین) یہہ فرماتے ہین کہ یہہ اس حدیث
قدسی کا ترجمہ ہے یا عبادی لو ان اولکم و آخرکم و انسکم و جنکم کانوا اتقی قلب رجل واحد منکم
ما زاد ذلک فی ملکی شیئا و لو ان اولکم و آخرکم و انسکم و جنکم کانوا علی افجر قلب رجل واحد منکم
ما نقص ذلک من ملکی شیئا ۔ **جواب** آپکا یہہ کہنا کہ مولوی محمد اسمٰعیل کا ایسا لکھنا بعینہ حدیث
مذکورہ بالا کا ترجمہ ہے بجائے خود اونکی ابرار کے ثابت کرتا ہے کہ اونکو عربی عبارت کو سمجھنے اور صحیح ترجمہ
کرنے تک لیاقت نہین تہی ورنہ وہ کانوا علی اتقی قلب رجل واحد منکم کا ترجمہ (جبرائیل و پیغمبر ہی سے
ہوجاوین) نکرتے ایسا ہی جملہ کانوا علی افجر قلب رجل واحد منکم کا سب شیطان اور دجال ہی سے ہوجاوین
کیونکہ اس عبارت کا جسکو ذرا بھی عربی سے مس ہو بخوبی معلوم ہے کہ یہہ مطلب نہین بلکہ اس کا
یہہ مطلب ہے کہ ایک مرد بڑے متقی اور پرہیزگار دل کی صفت پر یعنی پیغمبر کے برابر متقی ہوجاوین

سو یہہ غلطی گو آپ جیسے موٹی عقل والون کے نزدیک ایک ذراسی معلوم ہوئی ہوگی مگر حقیقت مین
یہہ اسقدر بڑی ہے کہ اوس سے کفر لازم آسکتا ہے کیونکہ حدیث کے مفہوم کے بموجب ہر ایک آدمی پیغمبر
کے برابر پرہیزگاری کر سکتا ہے کیونکہ پرہیزگاری وگنہگاری ایک کسبی بات ہے اسلیئے بندہ
مامور اوامر ونواہی ہے لیکن آپکے پیشوا کے قول جبرائیل پیغمبری سے ہو جاتین سے ثابت ہوتا ہے
کہ تمام لوگ مثل پیغمبر کے ہو سکتے ہین اور ایسا ہونا اونکو اختیار مین ہے اور یہہ صریح کفر ہے
کیونکہ پیغمبری کا درجہ کسبی نہین کہ آدمی اچھے کام کرکے پیغمبر بن سکے بلکہ وہی ہے جسکو خدا
چاہتا ہے اوسکو یہہ مرتبہ بخشتا ہے چنانچہ اوسکی نسبت اللہ جل شانہ جابجا فرماتے ہین ذلک
فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اور پھر پیغمبر بھی ایسے پیغمبر جیسا نبو جسکے حق مین یہ حدیث قدسی وارد ہو لولاک
لما ظہرت ربوبیتی رواہ الحاکم وعن عمر مرفوعا ان آدم علیہ السلام رای اسم محمد مکتوبا علی العرش
وان اللہ تعالی قال لآدم لولا محمد ما خلقتک رواہ الحاکم فی صحیحہ افسوس آپ کچھ سوچتے سمجھتے نہین اور
تمہارے فرقہ کا جو کوئی شخص کچھ لکھدیتا ہے آنکھین بند کئے آمنا وصدقنا کہکر اوسپر عمل کرنے لگ
جاتے ہو اور زبان سے فخر اتباع حدیث کا کرتے ہو سے کیا فخر کرتے ہو ایسی بوجہ پر بے سود گے
محشر مین ایسی سوجھ پر۔ اسکے بعد صاحب تہماب نے دو آیتین لکھ ماری ہین جنکا صرف اتنا ہی مطلب
ہے کہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ مجکو لوگون کے ایمان وکفر کی کچھ پرواہ نہین اور اونکے اسلام وکفر
سے میرا کچھ سدہرتا وبگڑتا نہین سو یہہ ہم بالراس والعین مانتے ہین اور یہہ ہی ہمارا دین وایمان
ہے مگر آپکے پیشوا کے قول سے ان آیات کو کیا نسبت جو آپ نے بے ربط وفحش لکھ مارین۔
قولہ مولوی صاحب مرحوم کا فرمانا کہ خدا چاہے تو ایک آن مین جبرائیل اور محمد جیسے کروڑون
پیدا کر ڈالے یہہ عین ترجمہ اس آیت کا ہے جو سورہ فرقان مین ہے ولو شئنا لبعثنا فی کل
قریۃ نذیرا یعنی اگر ہم چاہتے تو ضرور کھڑا کرتے ہر ایک بستی مین نبی ڈرانیوالا۔ اس آیت کی
تفسیر مین امام رازی نے کئی وجہ لکھی ہین جنمین سے تیسری وجہ یون لکھی ہے کہ اس آیت مین
خدا نے آنحضرت صلعم کی شان مین اپنے کمال لطف اور عنایت کو ظاہر فرمایا اور کچھ اسمین اپنی
عظمت وجلال وبے پرواہی کا بھی جلوہ دکھایا یعنے یہہ فرمایا کہ ہم ہر ایک بستی مین محمد جیسے
نبی کے بھیجنے پر قادر ہین اور محتاج نہین ہین البتہ ایک محمد کی تادیب ہے اور اظہار اپنی

کمال قدرت اور جلال کا اور پہر یہہ فرمایا کہ اگر چاہتے تو ایسا کرد کہلاتے مگر چاہا ہی نہین
اور تم ایک ہی کو کل عالم کا نبی بنایا اظہار ہے کمال لطف اور عنایت کا انتہی ملخصًا

جواب یہ آیت جسکو آپنے اپنی خوش فہمی سے بڑی فخر کے ساتھہ اپنے مدعا کے اثبات مین
پیش کیا ہے یہہ تو ہین ہماری مطلب کی اور عدم امکان نظیر خاتمیت آنحضرتؐ کی دلیل
قوی ہوکر تمہاری مدعا کو بالکل بیخ و بن سے برکندہ کرنیوالی ہے کیونکہ یہہ آیت مکی ہے اور
اسمین خدا نے یہہ اظہار فرمایا ہے کہ اگر ہم چاہتے البتہ کہڑا کرتے ہر ایک گانو مین پیغمبر ڈرانیوالا
لیکن اسلئے نہین چاہا کہ تیری نبوت ختم ہوکر تمہاری عظمت شان و علو مکان قیامت تک
ظاہر ہو چنانچہ تفسیر حسینی مین لکہا ہے اگر میخواستیم ہر آئینہ بر می انگیختیم در ہر دیہی پیغمبری بیم
کنندہ اما بجہت تعظیم شان و علو مکان تو نبوت را بر تو ختم کردیم و ترا یگانہ مسلمانان دو جہان
تا روز قیامت مبعوث ساختیم انتہی السیاہی دیگر تمام تفاسیر مین قریب قریب اسکے لکہا ہے
اور اسکے بعد مدینہ مین آنحضرت کے حق مین آیت ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ
وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیٔ علیما نازل فرمائی ہے اسکی تفسیر مین معالم التنزیل مین لکہا ہے قال
ابن عباس یرید لولم اختم بہ النبیین لجعلت لہ ابنا یکون بعدہ نبیا وروی عن عطاء عن ابن عباس
ان اللہ تعالی لما حکم ان لا نبی بعدہ لم یعطہ ولدا ذکرا یصیر رجلا انتہی اور مشکوۃ مین بخاری ومسلم
کی حدیث اس طرح درج ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثلی ومثل الانبیاء
کمثل قصر احسن بنیانہ ترک منہ موضع لبنۃ فطاف بہ النظار یتعجبون من حسن بنیانہ الا موضع
تلک اللبنۃ فکنت انا سددت موضع اللبنۃ ختم بی البنیان وختم بی الرسل انتہی یعنے
رسول خدا نے فرمایا کہ میری مثل اور مجہسے اگلے پیغمبرون کی مثل اوس شخص کی طرح ہے
کہ جسنے ایک مکان بنایا سو اوسکو بہت ستہرا اور اچہا بنایا مگر اوسکے کونون مین سے کسی کونے
کو ایک اینٹ کے برابر ناتمام رکہا سو آدمی اوسمین دیکہنے کو گہومنے لگے اور تعجب کرتے انکو اور
کہتے تہے کہ یہہ اینٹ کیون نہین جمائی گئی سو وہ اینٹ مین ہون اور مینے بند کردی ہے جگہہ
اینٹ کی پورا ہوا ہے مجہسے مکان نبوت کا اور پورے ہوئے ہین مجہسے پیغمبر ــ وعن العرباض قال
رسول اللہ صلعم انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین یعنی مین خدا کے پاس خاتم النبیین لکہا ہوا ہون

دیکھو پہلی آیت مین خدا نے ولوشئنا کا لفظ فرما کر ضمناً اپنی عدم مشیت کا اظہار دربارہ
نظیر رسول کریم کیا ہے اور مشیت خدا کی صفات ازلیہ مین سے مثل حیات و علم و قدرت وغیرہ
کے ہے اور مشیت مراد ہے ارادہ تامہ سے جسکے خلاف نہین کرتا جیسا کہ عقائد کی کتابون مین مثل
شرح فقہ اکبر و شرح عقائد نسفی وغیرہ کے مصرح ہے اور یہہ بہی ثابت ہے کہ دنیا و آخرت مین جو جو
چیز واقع ہوتی ہے وہ سب خدا کی مشیت ازلیہ و علم و قدرت سے لوح محفوظ مین پہلے سے لکہی گئی ہے
لقولہ تعالی وکل شئ فعلوہ فی الزبر وکل صغیر وکبیر مستطر پس آیت مذکور حسب مفہوم خود
اور بیان تفاسیر یہہ ثابت کرتی ہے کہ اگر ہم اپنی مشیت ازلیہ مین چاہتے تو محمد جیسے اور پیغمبر
مبعوث کرتے مگر اسلئے مبعوث کرنا نہین چاہا کہ انکی اعلی شان اور فضیلت ثابت ہو اور دوسری
آیت مین اوس فضیلت کا بیان کر دیا کہ وہ ختم نبوت ہے کہ انکے بعد اور کوئی پیغمبر نہو گا اور حدیث
نے اوسکی تائید مین یہہ بتا دیا کہ مکان نبوت مین جو ایک اینٹ کی جگہہ خالی تہی اوسکو ہمارے وجود
باجود نے پر کرکے مکمل کر دیا ہے اب اوسمین اور کسی اینٹ کے لگنے کی گنجائش نہین رہی -
پس پہلی آیت کا یہہ مطلب ہوا کہ جیسے نہ تو محمد کے اول اور نہ انکے بعد ان جیسا اور نبی بہیجا
چاہا ہے سو اس صورت مین مولوی محمد اسمعیل کا یہہ قول کہ اگر خدا چاہے تو ایک آن مین محمد
جیسے کروڑون پیدا کر ڈالے آیات و احادیث مذکورہ کو سراسر مخالف ہے - اول اسلئے کہ خدا تو
یہہ فرماتا ہے کہ جیسے نہ اب نہ آیندہ کو محمد جیسا اور کوئی بہیجا چاہا ہے اور آپکے پیشوا یہہ کہہ کر
کہ خدا چاہے تو محمد جیسے کروڑون پیدا کر ڈالے خواہ نخواہ خدا کی مشیت کو حضرت جیسا پیدا
کرنے پر متعلق کرکے آنحضرت کی خاتمیت مین لوگون کو شبہ مین ڈالتے ہین - دوم یہہ فقرہ کہ
کروڑون پیدا کر ڈالے ثابت کرتا ہے کہ حضرت جیسے کروڑون پیغمبر خدا کے علم مین موجود ہین صرف
پیدا و ظاہر کرنیکی دیر ہے حالانکہ حضرت نے اپنے حق مین انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین فرمایا
ہے اور تفسیر جلالین مین زیر آیت وکان اللہ بکل شئ علیما کے لکہا ہے بان لا نبی بعدہ اور یہہ جو آپ نے کہا ہے
کہ پیدا کر دینا اور بات ہے اور کر سکنا اور بات حضرت من یہہ بات ہم ہی جانتے ہین مگر کیا کرین
آپکی اس تاویل کو خود اونکی عبارت ہی جہٹلا رہی ہے خدا کیلئے آنکہون پر سے تعصب کی ٹپی
اوتار کر دیکہو کہ وہ تو صاف پیدا کر ڈالے کہہ رہے ہین جو کر ڈالے و کر دے ایک ہی ہین کہان

اونہون نے پیدا کر سکتا ہو لکہا ہو جواب الغرض بطن انشاء ہم میں کیکے ناحق تحریف
معنوی کرتے ہین اور اپنی عاقبت کو سنوار رہے ہین ہیچ ہے ۵ بے بصیرت را نباشد وحق
و باطل تمیز • کور یک داند عصائی سحر و اعجاز کلیم - سوم قول مذکور ثابت کرتا ہے کہ حضرت
جیسا اور پیدا ہونا ممکن ہے گو وقوع مین نہ آوے سو اسکو بہی علمائے کرام نے بالاتفاق کفر لکہا ہے
چنانچہ شیخ شہاب الدین فضل اللہ تورپشتی متوفی ۶۶۱ ہجری شارح مصابیح السنہ نے اپنی
کتاب معتمد المعتقد مین جو مشہور بہ عقائد تورپشتی ہے لکہا ہے و پیش از آمدن رسول علیہ
الصلوٰۃ والسلام بزبان انبیاء پیشین کہ وصف پیغمبر کردہ اند گفتہ شد کہ محمد آخر انبیاء است
ودر کتب انبیاء ہمہ یاد کردہ اند کہ محمد خاتم انبیاء است و معنی خاتمیت آنکہ مثلاً فارسی گوید کہ
من بآخر سورہ ناس رسید ختم قرآن نمودہ ام زندیقان کہ منکر خاتمیت اند ظاہراً انکار
آن زبانی اظہار نیارند کردن اما بہ بہانہ ان اللہ علی کل شیٔ قدیر یا نحو دیگر ہنود و اہل اسلام
را در بہشت اندازند پس ہر کہ گوید بعد از وی صلعم نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود و نیز آنکس
کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافر است انتہی - یہان ان اصحاب ستارہ محمدی
کی دیانت کا بہی کچہ تتمہ دکہلانا مناسب ہے جنہون نے بڑے فخر سے لکہا ہے کہ تقویۃ الایمان
کے اس مضمون (خدا چاہے تو ایک آن مین جبرائیل و محمد جیسے کروڑون پیدا کر ڈالے)
کو مطابق کلام اللہ کی آیتین موجود ہین دیکہو پہلی آیت سورہ نساء مین ہے ان یشأ یذہبکم
ایہا الناس ویأت بآخرین وکان اللہ علی ذلک قدیرا دوسری آیت سورہ ابراہیم مین ہے ان یشأ
یذہبکم ویأت بخلق جدید وما ذلک علی اللہ بعزیز **جواب** - یہان تو آپکی مسلمانی خصوصاً اتباع
سنت نبوی کی قلعی خوب کہل گئی کہ ان آیات کو جو کفار کے حق مین تہین اپنا مطلب
ثابت کرنے کے لئے ناحق آنحضرتؐ پر منطبق کر کے اپنے آپکو دوزخ کا ایندہن بنایا اگرچہ
آیات مذکورہ بالا کی ماقبل و مابعد آیات کو دیکہکر ایک طفل مکتب بہی صاف معلوم کر سکتا ہے
کہ آیات مذکور کفار کے حق مین ہین مگر ہم التزاماً تفاسیر سے بہی کچہ پیش کرتے ہین دیکہو پہلی
آیت مین ایہا الناس کے نیچے تفسیر معالم التنزیل مین لکہا ہے یعنی الکفار بیضاوی
مین ہے - ہذا القدید لمن کفر بہ وخالف امرہ وقیل ہو خطاب لمن عادی رسول اللہ من العرب انتہی

اور تفسیر حسینی مین لکہا ہے کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ نے مسلمانون کی
پشت پر دست مبارک مارکہ فرمایا کہ یات باخرین سے مراد تم ہی لوگ ہو۔ اور دوسری آیت
مین ان یشا یذہبکم کے نیچے تفسیر عباسیؓ مین لکہا ہے یعنکم یا اہل مکہ اور تفسیر حسینیؒ مین لکہا ہے
ببرد شمارا ای اہل مکہ و معدوم گرداند و بیارد آفریدہ نو بجائی شما کہ در کفر و تکذیب مثل شما
نباشند انتہی۔ علاوہ اسکے مؤلف ستارہ نے اس خیال سے کہ شاید کوئی قرآن نکالکر ان
آیات کو دیکہے اور ہمارا بہتان و کذب ظاہر ہو ان آیات کے پتہ دہی مین یہہ چالاکی کی کہ پہلی
آیت کا سورہ نسا مین پتہ دیکہ حاشیہ پر لکہدیا کہ یہہ آیت چوتہے سیپارہ کے چوتہے پاؤ مین ہے
حالانکہ پانچوین سیپارہ مین ہے اور دوسری کی نسبت متن مین سورہ ابراہیم کا پتہ لکہکر حاشیہ
پر لکہدیا کہ یہہ سورہ فاطر کے تیسری رکوع مین ہے حالانکہ کہجا سورہ ابراہیم کہجا سورہ فاطر اور ترمیم
کرکے جو دوبارہ رسالہ مذکورہ چہپوایا تو اوسمین بہی اس کارسازی کو قایم رکہا تاکہ یکایک
لوگون کو آیات مذکورہ قرآن مین دستیاب نہو سکین واہ یہہ کیا دینداری ہے کیا اتباع سنت
نبوی اسی کا نام ہے کہ معاذ اللہ آنحضرت کو زمرہ کفار مین شمار کردیا افسوس اس زمانے بہی
آنا تہا کہ جن باتون کی مخالف اسلام جرأت نہین کر سکتے تہے اون کو خود مدعیان اسلام اسلام
کے پیرایہ مین کرنے سے نہین گزرتے ع لباس مومنان کار شیاطین۔ اور صاحب ستارہ
جو آیۃ ان اللہ علی کل شیء قدیر کو بار بار پیش کرتے ہین اس سے اونکے دعوی کو کچھ بہی تائید نہین
ہوتی کیونکہ تفسیر بیضاویؒ مین لکہا ہے کہ اس آیت مین لفظ شے کا مختص ہے ساتہہ موجود
کے کیونکہ شے اصل مین شاء کی مصدر ہے۔ جو کبہی بمعنی شاء یعنے فاعل کے بولی جاتی ہے اور
اس صورت مین خدا تعالی کو بہی شامل ہے قل ای شیء اکبر شہادۃ قل اللہ ط
اور کبہی بمعنی شئی اخری یعنے مفعول کے بولی جاتی ہے اور جس چیز کو خدا نے چاہا ہو وہ موجود
ہے گو ظہور اوسکا پیچہے ہو اور اسی پر مبنی ہے قولہ تعالی ان اللہ علی کل شیء قدیر
اور واللہ خالق کل شے یعنی مطلب یہہ ہے کہ اس آیت مین لفظ شی کا عام نہین بلکہ بمعنی مفعول
بولا گیا ہے اور اس آیت کے یہہ معنے ہین کہ خدا ہر ایک چیز پر جسکو اوسنے چاہا ہے قادر ہے ورنہ اگر عام
لیا جاوے تو لازم آتا ہے کہ خدا اپنا ثانی بہی پیدا کرنے پر قادر ہے کیونکہ شے مین خدا بہی داخل ہے

سو یہہ محال ہے اسلیئے دیگر تفاسیر مین لفظ شئے کا بمعنی مفعول ترجمہ کیا گیا ہے چنانچہ تفسیر
جلالین مین لکہا ہے علی کل شئی اي شاءہ قدیر اور معالم مین لکہا ہے وقرأ ابن عامر و حمزة
شاء و جاء حیث کان بالامالة انتہی اور ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین لکہا ہے
وقد قیل کل عام خص کما خص قوله تعالی ان الله علی کل شئی قدیر بما شاء و الخ
ذاته و صفاته و ما لم یشأ من مخلوقاته و ما یکون من المحال فی عرف کائنات والحاصل ان کل شئی تعلق به
مشیته تعلقت به قدرته پس آیۃ ہمارے دعوی کی موید ہے اور مخالفین کے مزعومات کی سراسر مبطل ہے +

ہم الزام اونکو دیتے تہے قصور اپنا نکل آیا۔ مولوی غلام قادر صاحب کی اس تقریر
پر کہ جب خدا تعالی نے حضرت کو خاتم النبین فرمایا تو دو حال سے خالی نہین خدا کو علم تہا
کہ کوئی روح مثل رسول خدا کے ہے یا نہ تہا اگر علم خدا مین تہا تو کہنا خاتم النبین کا کذب اور
دروغ ہوا اور یہہ کفر ہے اور اگر نہ تہا تو اب تقویۃ الایمان والا کہان سے لکہتا ہے کہ خدا چاہے
تو محمد جیسو کروڑون پیدا کر ڈالے ۔ اسکا جواب صاحب شہاب ثاقب یہہ دیتے ہین ۔
قوله اگر ایسا ہی ہے تو کئی جگہہ تکذیب قرآن لازم آویگی چنانچہ پہلی نظیر آپ فرماتے کہ
جب خدا نے خاتم النبین فرمایا تو دو حال سے خالی نہین خدا کو علم تہا کہ کوئی روح مثل رسول خدا
کے ہے یا نہ تہا اگر تہا تو کہنا خاتم النبین بقول آپکے کذب ہوا اگر نہ تہا تو خدا کہان سے فرماتا ہے
ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا ۔ **جواب** ۔ جب خدا نے آنحضرت کو خاتم النبین فرمایا تو کوئی
روح مثل رسول خدا کے خدا کو علم مین نتہی جیسا کہ تفسیر جلالین مین زیر آیت ولکن رسول الله تکلم تہے
علیما لکہا ہے بان لا نبی بعده اور آیت ولو شئنا اسکو مناقض نہین جیسا کہ آپنے اپنی خوش فہمی
سے سمجہا ہے چنانچہ اسکا بیان پیچہے مفصل گذرا **قوله** دوسری نظیر جب خدا نے ولا یزالون
مختلفین (یعنے بنی آدم ہمیشہ آپسمین مختلف رہینگے) فرمایا تو محال سے خالی نہین خدا کو علم
تہا تمام بنی آدم کا ہمیشہ تک ایک ہی اعتقاد پر متفق رہنے کا یا نہ تہا اگر تہا تو کہنا ولا یزالون مختلفین
کا بقول آپکے کذب ہوا اور اگر نہ تہا تو الله کہان سے فرماتا ہے ولو شاء ربك لجعل الناس امة
واحدة یعنے اگر چاہے تیرا رب کر دے سارے اولاد آدم کو ایک ہی گروہ **جواب** ۔
خدا کو علم تہا کہ تمام بنی آدم ایک اعتقاد پر نہ رہینگے اور آیت ولو شاء اسکو مناقض نہین ہے

صرف آپکے فہم کا قصور ہے کہ شاء کا ترجمہ (چاہے) کر دیا حالانکہ اوسکا ترجمہ (چاہتا) ہے یعنے
اگر تیرا رب چاہتا تو البتہ تمام لوگ ایک ہی گروہ ہوتے سو اونہوں ایسا نہین چاہا اسلئے ہمیشہ مختلف
رہینگے ۔ واہ واہ اسی مادہ علمی پر تصنیف و تالیف کا شوق ہوا ہے قولہ جب خدا نے ان الذین
حقت علیہم کلمۃ ربک لا یؤمنون یعنے جن لوگوں پر سچ ہوا کلمہ تیرے رب کے عذاب کا وہ کبھی ایمان نہ لاوینگے
فرمایا تو دو حال سے خالی نہین خدا کو علم تھا تمام بنی آدم کے با ایمان ہو جانیکا یا نہ تھا اگر علم
خدا مین تھا تو کہنا ان الذین حقت علیہم کلمۃ ربک لا یؤمنون کا قول آپکے کذب اور دروغ ہو
اور یہ کفر ہے اور اگر نہ تھا تو اب خدا کہانسے فرماتا ہے ولو شاء ربک لآمن من فی الارض کلہم جمیعا
اگر چاہتا تیرا رب ضرور ہی مومن ہوتے سارے لوگ جو زمین مین ہین سب ہی ۔ جواب
خدا کو علم تھا کہ جن لوگون پر ہمارا کلمہ سچ ہوا وہ کبھی ایمان نہ لاوینگے اور دوسری آیت ہمکو
مناقض نہین کیونکہ خدا کہتا ہے کہ ہم چاہا ہی نہین کہ سب لوگ ایمان لاوین پس اب تناقض
کہان رہا ۔ سہ کی بناوٹ بہت سی باتون مین + پرکہین چھپتی ہے بنائی بات ۔
اسکے بعد مولف نے بعنوان (جواب تحقیقی) محال عقلی کے قضیہ کو چھیڑ کر اوسمین بعض
آیات ان اللہ علی کل شئ قدیر اور ولو شئنا لبعثنا کو پیش کیا ہے جنکا جواب کما ینبغی
پہلے ہو چکا ہے اور نیز چونکہ محال عقلی کی نسبت مولوی فضل حق و مولوی فضل امام و مولوی
محمد قاسم صاحب بشرح و البسط بحث کر کے متعدد رسالے تالیف کر چکے ہین اور محال عقلی کا مسئلہ
ایسا ہے کہ عوام اوسکو سمجھ ہی نہین سکتے ہم معذور ہین اسلئے اوسکے جواب کی یہان کچھ حاجت نہین ناظرین
خود اوسکا دفیہ کر سکتے ہین ۔

مولف ستارہ محمدی نے اخبار رسالہ ترمیم کر کے چھپوایا ہے اور اوسمین شیخ شرف الدین احمد بن
یحیی منیری کے مکتوب ۳۵ سے یہہ عبارت نقل کی ہے کہ اگر خواہد در ہر لحظہ صد ہزار چون محمد بیافریند
الخ وہ حسب ذیل وجوہات قابل استناد نہین اور بحث سے خارج ہے ۔ اول یہہ کہ مولوی غلام
قادر صاحب کا یہہ دعوی تھا کہ چونکہ آپ لوگ بغیر قران و حدیث کے اور کوئی بات نہین مانتے
اسلئے اپنے پیشوا کے ہر ایک قول کو جو اونسے تقویۃ الایمان مین لکھا ہے قران یا حدیث سے ثابت کرو ۔ دوم یہہ کہ
تم خود ہی حسب تحریر حضرت مجتہد امرتسری کے صوفیائے کرام کو جو صرف نقشبندی ۔ چشتی

قادری ـ سہروردی فرقون مین منحصر ہین جنہین صاحب مکتوب مذکورہ بہی داخل ہین منجملہ کے
فی الرسالت وشرک فی اللہ جنہین سمجہتے ہو تو پہر اونکے اقوال سے سند کیون لیتے ہو ـ سوم اگر آپ
اہل تصوف کے قول سے سند پکڑتے ہین تو آپکو صوفیائے کرام کا یہہ قول بہی ماننا پڑیگا کہ انحضرت
کی تین صورتین ہین ـ ایک بشری ـ دوسری ملکی ـ تیسری حقی جیسا کہ تفسیر حسینی مین سورہ
مریم کے شروع کہیعص کی تفسیر مین لکہا ہے در مواہب صوفیان بادیہ از مواہب الہی کہ بیان
حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ والدین سمنانی قدس سرہ فرود آمدہ مذکور است کہ حضرت رسالت
پناہ را سہ صورت است یکی بشری قولہ تعالی انما انا بشر مثلکم دوم ملکی چنانچہ فرمودہ است انی
لست کاحد کم ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی سوم حقی کما قال علیہ السلام لی مع اللہ
وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل وازین روشن تر من رانی فقد رای الحق
وحضرت اللہ تعالی را با او در ہر صورتی سخنی بعبارتی دیگر واقع شدہ در صورت بشری کلمات
مرکب چون قل ھو اللہ احد ودر صورت ملکی حروف مفردہ مانند کہیعص ودر صورت
حقی کلام مبہم کہ فاوحی الی عبدہ ما اوحی انتہی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت
مین لکہا ہے ـ بدانکہ احوال واوصاف شریف آنحضرت صلعم دو قسم اند یکے از آنچہ مذکور اند در
احادیث واخبار کہ ماثور اند بنقل ثقات ومسطور اند در کتب سیر از اخلاق وصفات کہ کافی
ووافی اند در نبوت ورسالت وہم در افضلیت واکملیت وے از سائر انبیا ورسل وقسمی دیگر است
کہ مکاشفان اسرار حقیقت ومشاہدان انوار وحدت بدیدہ بصیرت دریافتہ اند کہ انبیاء مخلوق اند
از اسمائے ذاتیہ حق واولیا از اسمائے صفاتیہ وبقیہ کائنات از صفات فعلیہ وسید رسل مخلوق است
از ذات حق وظہور حق در وے بالذات است انتہی ملخصاً پہر دوسری صفحہ مین لکہتے ہین پس
انبیاء واولیاء علیہم صلوات اللہ وسلامہ مظہر اسمائے وصفات گشتند ومحمد مظہر ذات گشت
ذی عظام مقام اجلال واکرام علیہ بالذات وعلیہم بواسطہ افضل الصلوات والسلام وچون
سید رسل مخلوق است از ذات حق وظہور حق بہمہ بالذات است منفرد وفائق آمد از ہر کہ
غیر اوست در تمام صفات وجمیع کمالات وہم ازین جہت ناسخ است دین وے سائر ادیان را انتہی
اور اسکے بعد چند صفحات مین قرآن وحدیث سے اسکو دلائل بیان کئے ہین ـ اب آپکو لازم ہے

کہ اہل باطن کے قول مذکورہ بالا کو بھی بالراس والعین تسلیم کرین ورنہ یہ شعر بیت بیغمبر
کا مصداق ہونا پڑیگا حالانکہ آپ اس سے صرف انکار ہی نہین کرتے بلکہ آنحضرتؐ کی نعمی صورت
اور خدا کی ذات سے مخلوق ثابت کرنیوالون کو کافر تک کہنے سے نہین چوکتے جیسا کہ آپکے مجیب
امرتسری نے تحقیق الکلام کے صفحہ ۵۸ مین سے گفتہ او گفتۂ اللہ بود کے قائل تک کو مشرک
کہا ہے پس جب آپ اہل باطن کے بیان مذکورہ بالا کو مان لینگے تو اوسوقت ہم آپکو مکتوب
مذکور کی عبارت مورد کی ٹھیک ٹھیک تاویل بھی سمجھا دینگے اور یہہ بھی ظاہر کر دینگے کہ ہم صاحب
مکتوب کو عبارت مذکورہ کے لکھنے پر اسلئے ملامت نہین کرتے۔ مسئلہ آمین **قولہ** نہ یہہ بات
صحیح ہے کہ آمین دعا ہے اور نہ یہہ صحیح ہے کہ ہر دعا مین اخفا ہے **جواب** باطل است آنچہ
مدعی گوید۔ آمین کو تو خود خدا تعالی نے دعا فرمایا ہے چنانچہ سورہ یونس مین باریتعالی نے حضرت
موسیٰ و ہارون کو مخاطب کرکے فرمایا ہے قد اجیبت دعوتکما یعنے تحقیق قبول کیگئی
دعا تم دونون کی۔ تفسیر معالم التنزیل مین اس آیت کے نیچے لکھا ہے انما نسب الیہما والدعا
کان من موسیٰ لانہ روی ان موسیٰ کان یدعو وہارون یؤمن والتامین دعاء یعنے دعا کو خدا نے دو
کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ دعا موسیٰ کیطرف سے تھی کیونکہ روایت کی گئی ہے کہ موسیٰ دعا
مانگتے تھے اور ہارون آمین کہتے تھے اور آمین کہنا دعا ہے اور تفسیر مدارک مین بھی لکھا ہے کان موسیٰ یدعو
وہارون یؤمن فثبت ان التامین دعاء فکان اخفاءہ اولی انتہی یعنے موسیٰ دعا مانگتے تھے اور
ہارون آمین کہتے تھے پس یہہ ثابت ہوا کہ آمین کہنا دعا ہے لیکن اخفا اسکا اولی۔ ایسا ہی بیضاوی
و جلالین مین ہے کہ موسیٰ دعا مانگتے اور ہارون آمین کہتے تھے اور تفسیر حسینی مین ہے اور وہ اند
کہ موسیٰ دعا میکرد ہارون آمین میگفت و آمین گوینده در دعا شریکست ازینجہت گفت کہ
دعاے ہر دو مستجاب شد انتہی اور صحیح بخاری مین لکھا ہے کہ کہا عطا نے کہ آمین دعا ہے اور
یہہ بھی ثابت ہے کہ آمین قرآن مین سے نہین ہے چنانچہ بیضاوی مین ہے ولیس من القرآن
وفاقا یعنے آمین بالاتفاق قرآن مین سے نہین ہے اور تفسیر مدارک مین ہے ولیس من
القرآن بدلیل انہ لم یثبت فی المصاحف یہہ ہم بھی مانتے ہین کہ ہر دعا مین اخفا نہین لیکن آمین
بھی شک نہین کہ جو ادعیہ قرآن مین سے نہین او نمین بدلیل آیت ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ

کے اخفاء اولیٰ ہے کیونکہ اخفاء مین اخلاص ہے، جیسا کہ بیضاوی مین ہے فان الاخفاء دلیل
الاخلاص اور اخلاص دعاء کا اصل اصول ہے اور مرقاۃ شرح مشکوۃ مین ملا علی قاری نے
لکھا ہے قلت مع ان الاصل فی الدعاء لقولہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ
اخفاء ولاشک ان آمین دعاء ولان آمین لیس من القرآن اجماعا فلا یکون فیہ
صوت القرآن کما انہ لا یجوز کتابتہ فی المصحف ولہذا اجمعوا علی اخفاء
التعوذ لکونہ لیس من القرآن انتہی نیز اصل دعا مین بقولہ ادعوا
ربکم تضرعا وخفیۃ کے اخفاء ہے اور اس مین نہین شک کہ آمین دعا ہے پس آمین مین بھی اخفاء چاہئے
اور دوسری دلیل یہہ کہ آمین بالاجماع قرآن مین سے نہین پس لائق نہین کہ صوت آمین کی
مثل صوت قرآن کے ہو جیسے کہ قرآن مین اوسکی کتابت جائز نہین ہے اسیواسطے اجماع ہے اس
پر کہ اعوذ کو آہستہ سے پڑہے کیونکہ قرآن مین سے نہین ہے -

قولہ کیونکہ اول تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہی دعا نہین چنانچہ موطا امام محمد مین لکھا ہے
قال ابو حنیفۃ فقال یؤمن خلف الامام ولا یؤمن الامام انتہی اور مبسوط مین ہے روی عن ابی حنیفۃ
انہ قال ولا یقول الامام آمین انما یقولہ الماموم وذلک لان الامام داع والماموم مستمع
وانما یؤمن المستمع لا الداعی کما فی سائر الادعیۃ خارج الصلوۃ انتہی - اسیطرح جامع الرموز اور
تفسیر ابی السعود اور بیضاوی مین ہے، اور ابو داؤد مین ابو مصبح سے روایت ہے قال کنا نجلس الی
ابی زہیر النمیری وکان من الصحابۃ فیحدث احسن الحدیث فاذا دعا الرجل منا بدعاء قال اختمہ بآمین فان آمین
مثل الطابع علی الصحیفۃ الی آخر الحدیث ان اقوال سے دو باتین ثابت ہوتین ایک یہہ
کہ آمین دعا نہین دوسری یہہ کہ فاتحہ امام صاحب کے نزدیک دعا ہے اور باوجود دعا ہونیکے
تین نمازون مین بلند آواز سے پڑہی جاتی ہے **جواب** ان دلائل قطعیہ سے جو ہمنے ابہی
اوپر بیان کئے ہین بالکل اغماض کرکے ان اقوال سے ثابت کرنا کہ آمین دعا نہین بالکل اس
مثل کے مطابق ہے کہ اندہو کو تاریکی مین بڑی دور کی سوجہی اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ یا تو دیدار کی
منظور نہین یا اقوال مذکورہ بالا کے سمجہنے کا مادہ نہین **بیت** بے فہم اگر چشم ہو ورنہ دکہتا ب
تواند دید روز معنے و نخواب - اول تو امام صاحب کا یہہ قول کہ مقتدی آمین کہے اور امام

نہ کہو اور یکی مشہور روایت کے خلاف ہے چنانچہ مسند خوارزمی مین جو مسند امام اعظم کے نام سے مشہور ہے لکھا ہے۔ ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراھیم قال اربع یخافت بھن الامام سبحانک اللھم وبحمدک والتعوذ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم وآمین یعنی چار چیزین امام آہستہ پڑھے ایک سبحانک اللھم دوسری اعوذ تیسری بسم اللہ چوتھی آمین۔ اور تفسیر بیضاوی مین لکھا ہے والمشھور عنہ ان یخفیہ کما رواہ عبد اللہ بن المغفل وانس یعنی روایت مشہور امام ابو حنیفہ سے یہہ ہو کہ امام آمین کو آہستہ کہے جیسا کہ اس اخفار کی روایت کو عبد اللہ بن مغفل اور انس نے روایت کیا ہے۔ مسوی شرح موطا امام مالک مین لکھا ہے قال ابو حنیفۃ یسن للامام والماموم ان یقولا لیسران التامین یعنی امام ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ امام اور مقتدی دونون کے لئے سنت ہو کہ آمین کہین اور ہولی کہین۔ اسلئے تمام متون و شروح فقہ مثل کنز الدقائق و مختصر وقایہ اور در مختار اور شرح وقایہ و ہدایہ وغیرہ مین لکھا ہے کہ امام اور مقتدی دونون آمین کہین پس ان اقوال سے ثابت ہوا کہ صحیح اور مفتی بہ روایت امام صاحب سے یہی ہے کہ امام اور مقتدی دونون آمین کہین لیکن جو متروک روایت امام صاحب کی ہے اوسکا یہہ کسیطرح مفہوم نہین ہو سکتا کہ آمین دعا نہین جیسا کہ آپنے اپنی خوش فہمی سے سمجھ لیا ہے کیونکہ داعی دو قسم ہے اول داعی بالفعل ہے جسکی دعا سنکر لوگ آمین کہتے ہین اوسکے مقابل کو مستمع کہا جاتا ہے دوم داعی بالقوہ ہو کہ آمین کہنے کے باعث داعی ہو پس روایت متروکہ مین امام صاحب کی مراد داعی سے قسم اول ہے پس امام صاحب کی ہر دو روایات مین آمین کے دعا ہونے مین کوئی منافات نہین ہے اور نیز روایت مذکور سنت موسویہ پر مبنی ہے کہ جسطرح حضرت موسیٰ نے دعا مانگی تہی اور حضرت ہارون صرف آمین کہتے رہے تہے اور خدا نے اوسکو قبول کیا جسکا حال آیت قد اجیبت دعوتکما مین پہلے گذرا اسیطرح امام بہی بوقت سورہ فاتحہ پڑھنے کے داعی ہوتا ہے اسلئے مثل ہارون کی صرف مقتدی کو ہی آمین کہنا چاہئے گو وہ دعا خارج از صلوۃ تہی مگر صورت ایک ہی ہے چنانچہ اسی اثر پر ادعیہ خارج صلوۃ مین عمل ہو رہا ہے کہ امام دعا مانگتا ہو اور لوگ صرف آمین کہا کرتے ہین اور امام کا آمین نہ کہنا امام مسلم کی اوس حدیث پر مبنی ہے جو مشکوۃ کے باب القرأت فی الصلوۃ کے فصل اول مین ہے۔

یعنی جب تم نماز پڑھو پس برابر کرو اپنی صفون کو پھر امامت کرے تم مین سے کوئی پس جب وہ تکبیر کہے پس تم تکبیر کہو اور جب وہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے پس تم آمین کہو قبول کرتا ہے اللہ تمہاری دعا کو پس جب وہ تکبیر کہے اور رکوع کرے پس تم بھی تکبیر کہو اور رکوع کرو اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہو پس تم ربنا لک الحمد کہو سنتا ہے اللہ تمہاری حمد کو۔ دیکھو اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آمین کہنا صرف مقتدیون کا ہی منصب ہے مگر چونکہ اور حدیثون مین امام کے آمین کہنے کا ذکر ہوا ہے اس لئے امام صاحب نے اونکے مطابق امام و مقتدی دونون پر آمین کا کہنا سنت قرار دیا ہے اور ابو داؤد کی حدیث محولہ بالا تو ہمارے مفید اور آپکے دعوی کی مضر ہے کیونکہ اوسکا مطلب صرف اتنا ہی ہے کہ جب کوئی دعا مانگے تو اوسکو آمین کے ساتھ ختم کرے کیونکہ آمین مثل خاتم کے ہے صحیفہ پر سوا اس کے کسیطرح مفہوم نہین ہوسکتا کہ وہ دعا نہین کیونکہ ختم کرنا کسی شئے کا بعض شئے سے مفہوم ہوتا ہے ورنہ معاذ اللہ لازم آویگا کہ آنحضرت پیغمبر نہ تھے کیونکہ اونکو بھی خدا نے خاتم النبیین فرمایا ہے بلکہ اس امر کی مثبت ہے کہ جبتک آمین کے ساتھ دعا کو ختم نہ کیا جاوے وہ ختم ہی نہین ہوتی اور جسطرح خط بغیر نام و دستخط کاتب کے غیر معتبر ہوتا ہے اسیطرح دعا بھی آمین کے بغیر غیر مختتم ہے۔ اور فاتحہ کے نماز جہریہ مین اونچا پڑھنے کی نظیر پیش کرنا محض مغلطہ اور ڈھکونسلا ہے یہہ اوسوقت قابل لحاظ ہوسکتا تھا کہ جب سورہ فاتحہ قرآن مین سے نہوتی اور مثل آمین کے ہوتی جب ایسا نہین ہے تو ہمارا مطلب یہہ ہے کہ جو احادیث آمین کے اخفا مین آئی ہین وہ آیت ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ اور آیت واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجہر من القول اور اذ نادی ربہ ندا خفیا سے تقویت پاکر اور مطابقت کلی حاصل کرکے اون تین احادیث پر کلی ترجیح و فوقیت رکھتی ہین جو آپنے آمین بالجہر مین نقل کی ہین پس آمین ہولے کہنا ہم بموجب احادیث اور ہم مطابق قرآن ہوا اور احادیث آمین بالجہر ہمارے اس عمل کے کچھ مضر نہین کیونکہ اول تو وہ حدیثین من حیث السند بالکل ضعیف ہین اور ہرگز حجت کے لائق نہین چنانچہ پہلی حدیث مین محمد بن کثیر راوی کثیر الغلط ہے جیسا کہ تقریب التہذیب مین مصرح ہے دوسری حدیث مین ابن ابی لیلی راوی بہت سئی الحفظ ہے اور حجیۃ بن عدی راوی مخطی ہے جیسا کہ تقریب مین ہے۔ تیسری حدیث مین یونس بن ابی اسحاق راوی وہمی اور ابو اسحاق

سلسلہ سے جیسا کہ تقریب میں ہے۔ اور نیز یہہ حدیث منقطع ہے کیونکہ عبد الجبار نے اپنے باپ وائل بن حجر سے کوئی حدیث نہیں سنی بلکہ وہ چھ ماہ بعد وفات اپنے باپ کے پیدا ہوا ہے۔ دوم وہ جواب نزدیک محمول ہے تعلیم میں یعنے آنحضرتؐ نے بعض وقت آمین اسلئے اونچی کہی ہے کہ مقتدیوں کو تعلیم حاصل ہو کہ وہ بھی آمین کہا کریں چنانچہ قسطلانی شرح صحیح البخاری میں لکھا ہے وقال الحنفیۃ والکوفیون ومالک فی روایۃ عنہ بالاسرار لانہ دعاء وسبیلہ الاخفاء لقولہ تعالی ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ وحملوا ما ورد من جہرہ علیہ الصلوۃ والسلام علی التعلیم انتہی۔ تفسیر بیضاوی کے حاشیہ عصام میں ہے۔

قولہ یہان پر مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب کی یہ بات نہایت صادق آئی کہ حنفی اپنے اس قاعدہ پر کہ آیت قطعی ہوتی ہے اور حدیث ظنی اور قطعی کے مقابلہ مین ظنی پر عمل جائز نہین پابند نہین رہتے بلکہ جہان اس قاعدہ پر چلنے سے امام کے مذہب کی پیروی چھوٹتی ہے وہان اس قاعدہ کو بالائے طاق رکھکر آیت کے مقابلہ مین حدیث ظنی بلکہ قول صحابی بلکہ رائے فقیہ سے تمسک کرتے ہین چنانچہ اول جمعہ مین قرآن یون ناطق ہے یا ایہا الذین آمنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع دیکھو یہہ صریح ہے کہ جمعہ کے واسطے بادشاہ یا شہر یا بازار ہونیکی کچھ شرط نہین پھر حنفیہ اس آیت کو نہین مانتے اور کہتے ہین کہ جہان شہر و بازار و حاکم نہین وہان نماز جمعہ صحیح نہین انتہی ملخصًا۔ **جواب** اگر آپکو حنفیون کے قواعد سے جو اصول فقہ مین مذکور ہین کچھ بھی واقفیت ہوتی تو اس آیت کو دیکھکر مثل اپنے مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی۔ کے کبھی دہوکہ نہ کہاتے مگر مشکل تو یہ ہے کہ آپکے فرقہ مین مبلغ علم کا یہہ مقدار آن پہونچا ہے کہ جسنے قرآن کا کچھ ترجمہ اور حدیث مین مشکوۃ یا مشارق الانوار کا کسیقدر ترجمہ پڑھ لیا وہ مجتہد مطلق ہو کر ائمہ سلف پر طعن کرنے بیٹھ گیا بلا سے اوسکو اونکی بات کی سمجھ آوے یا نہ آوے

بیت چشم بد اندیش کہ برکندہ باد۔ عیب نماید ہنرش در نظر۔ حضرت سلامت حنفی کبھی آیت کے مقابلہ مین حدیث پیش نہین کرتے لیکن چونکہ احادیث اکثر قرآن کی تفسیر ہین اور اگر احادیث نہوتین تو بقول عارف شعرانی کوئی قرآن کا مطلب سمجھ سکتا اسلئے حنفیون کا ایک یہہ بھی قاعدہ ہے کہ جب کسی آیت کے عام حکم میں بہت سے افراد شامل ہوں کوئی اور آیت

ایک یا زیادہ افراد کو نکالے تو یہ حدیث احاد بلکہ قیاس مجتہد بہی اوسمین سے کوئی فرد نکال سکتا ہے
مگر شرط یہہ ہو کہ اس فرد کے نکلنے سے آیت مذکور مرتبہ عمومیت سے نکلکر خاص نہ بنجاوے جب
یہہ قاعدہ آپکے ذہن نشین ہوگیا تو اب ہم کہتے ہین کہ آیت مذکور مین جو یہہ کلمہ وارد ہے
یاایہا الذین امنوا اسمین لڑکا و مجنون و مریض و عورت و غلام و نابینا و اپاہج وغیرہ سب شامل
ہین اور سب پر جمعہ فرض ہے حالانکہ لڑکا و مجنون مکلف شرعی نہین اور مریض و نابینا و اپاہج
آیۃ لیس علی الاعمی حرج ولا علی الاعرج حرج ولا علی المریض حرج سے مستثنی ہوگئے پس جب اسقدر افراد
آیت مین سے نص قطعیہ سے خارج ہوگئے اور انپر جمعہ واجب نرہا تو اب چند افراد مثل عورت
و غلام کے یا اوس شخص کے کہ شہری نہو یا جہان حاکم نہو اون احادیث سے جو اسباب مین کتب
احادیث مین مذکور ہین خارج ہوگئے اور باوجود ان افراد کے مستثنی ہونیکے پہر یہہ آیت اپنے
عمومیت پر قایم ہے ہم کبہی اپنے قاعدہ سے انحراف نہین کرتے یہہ مسئلہ مرغی آپکے فرقہ کا ہی
وتیرہ ہے اور المرء یقیس علی نفسہ کے ہمکو بہی آپ اپنے اوپر قیاس کرتے ہین بہا ئیو خدا کوئی
تو ایسا مقام نکالکر دکہاؤ جہان ہمنے مجتہدین و فقہا کے قواعد مین سے کسی قاعدہ کا جو اونہون نے
کتب اصول فقہ مین معرفت قرآن و احادیث اور نصوص شرعیہ کے لئے مقرر کئے ہین اس غرض سے
انحراف کیا ہو کہ اوس سے امام کے مذہب کی تقلید چہوٹتی ہے۔ یہہ جو آپنے کہا کہ آیت مین
شہر یا بازار کی کوئی شرط نہین معلوم ہوتا ہے کہ آپنے آیت مذکورہ کو نہین سمجہا اگر آپ قطع نظر حدیث
کے جو شہر کی شرط مین وارد ہے کلمہ وذروا البیع پر ہی نظر ڈالتے تو آپکو خود بخود معلوم ہوجاتا کہ
وہ بہی عموماً شہریت ہی پر دال ہے۔
قولہ دوم آیت انما حرم علیکم المیتۃ والدم مین خداتعالے نے تمام مرداروں کو حرام فرمایا ہے
اور مچہلی کی بابت حنفی اس حدیث پر کہ حضرت نے فرمایا میری امت پر دو مردار حلال ہین
مچہلی اور ٹڈی عمل کرکے آیت چہوڑ دیتے ہین انتہی مخلصاً۔ **جواب** ہم مچہلی کی
حلت مین بہی آیت پر ہی عمل کرتے ہین اور حدیث مذکور بطور تائید کے ہے دیکہو خداتعالے
سورہ مائدہ مین فرماتا ہے احل لکم صید البحر وطعامہ متاعا لکم وللسیارۃ یعنی حلال کیا گیا تم
واسطے تمہارے شکار کرنا دریا کا اور کہانا اوسکا فائدہ کے واسطے تمہارے اور واسطے مسافرون

اور سورہ نحل مین ہے وھو الذی سخر البحر لتاکلوا منہ لحما طریا اور وہ جسنے مسخر کیا دریا کو تو کہ کہاؤ
اوسمین سے گوشت تازہ یعنی مچہلی علاوہ اسکے جو مچہلی اپنی موت سے مرگئی ہو ہم اوسکو بہی
حرام سمجہتے ہین جیسا کہ ابو داؤد و ابن ماجہ مین جابر سے روایت ہے قال رسول اللہ صلعم ما القاہ
البحر او جزر عنہ الماء فکلوہ وما مات فیہ وطفا فلا تاکلوہ یعنے حضرت نے فرمایا کہ جس مچہلی کو دریا
کنارہ پر ڈالدے یا جس سے پانی منقطع ہوگیا ہے وہ مچہلی کہالو اور جو دریا مین مرگئی ہے اور
تیر آئی ہے اوسکو مت کہاؤ ۔ اور پہلی حدیث مین جو حضرت نے مچہلی و ٹمکہ مچہلی کو مردار فرمایا
ہے وہ اس جہت سے نہین کہ مچہلی موت سے مری ہوئی کہالو بلکہ اونکو اوس لحاظ سے مردہ
فرمایا ہے کہ بغیر ذبح کے اونکا کہانا درست ہے کیونکہ وہ قابل ذبح نہین بلکہ اونکا پانی سے باہر
نکالنا ہی بمنزلہ ذبح کے ہے چنانچہ جابر سے روایت ہے قال رسول اللہ صلعم ما من دابۃ فی البحر
الا وقد ذکاھا اللہ لبنی آدم رواہ الدار قطنی نہین ہے کوئی جانور دریا مین مگر یہہ کہ ذبح
کیا ہے اوسکو اللہ نے واسطے بنی آدم کے ۔ پس اس نظیر مین بہی ہم عامل بالقرآن
ثابت ہوئے اور الزام آپکا محض باطل و رد ہوکر دہی ٹہرا ع ہمنے اسی نالۂ دل نے ترا اثر دیکہ
لیا ٭ ہوا تجہسے کوئی کار نمایان ابتک ٭ یہانتک تو اون جوابون کا جواب الجواب دیا گیا جو
مولف شہاب ثاقب و ستارہ محمدی نے اشتہار مباحثہ سیالکوٹ کی نسبت لکہے تہے اب مولف
ستارہ کے اون ہذیانات کی تردید کیجاتی ہے جو اوسنے اپنے رسالہ کے اخیر مین لکہے ہین ۔

قولہ رسالہ اظہار الحق کے صفحہ ۱۰ مین یہہ فتوی کہ پنیر مایہ شام کا جو مشہور ہے بنانا اوسکا
ساتہ پنیر مایہ سور کے اور آیا جناب رسول خدا کے پاس پنیر اونکے پاس سے پس کہایا آنحضرت
نے اوسے اور نہ پوچہا اوس سے ۔ اول تو یہہ فتوی خاص مولوی عطا محمد صاحب ہوشیارپوری
حنفی المذہب کا ہے اور ہم مین سے کسی علمار کا یہہ اعتقاد نہین دوم یہہ رسالہ علما،
لاہور و دہلی کے پاس مرتب ہوکر پیش نہین ہوا بلکہ علیحدہ سوال مستقل اونکے پاس پہونچے
جنکے جواب آئے پہر خان احمد شاہ نے اونکو رسالہ مین شامل کردیا علمار نے نہ کوئی فتوی
سند بجز رسالہ قبل طبع کے آنکہہ سے دیکہا اور نہ اوسپر مہر کی واقعہ ملے و کلک شہید و کفی باللہ
شہیدا انتہی **جواب** مصرعہ چہ دلاور است دزدی کہ بکف چراغ دارد ۔ یہہ سب بیان

آپکا محض دروغ بےفروغ اور آپکی دینداری کا عمدہ ثبوت ہے شاید آپنا جہوٹ آپنے صحف
بولا کہ وہ رسالہ کسی کے پاس نہوگا اور ہوکہ دیکہنا واقفون کے سامنے بری الذمہ ہو جاوین حالانکہ
رسالہ مذکورہ جابجا سے آپکو جہٹلا رہا ہے اور صاف صاف بتلا رہا ہے کہ پہلے یہہ مسئلہ بغیر
نصاریٰ کے ساتہہ کہانا کہانے کا مولوی غلام علی صاحب امرتسری کے پاس آیا جنہون نے
صفحہ ۱۰ سے لیکر ۲ تک اباحت کا فتوی دیا - پہر مولوی عطا محمد پاس آیا اونہون نے صفحہ
۱۱ مین نمبر ۲ مین یہہ عبارت لکہکر کہ مینے اس فتوی کو موافق اور مطابق اصول و فروع شرع
شریف کے پایا - اسکے بعد صفحہ ۱۵ مین پیرمایہ کا ذکر کیا - پہر یہہ فتوی مولوی عبداللہ جندی کے
پاس آیا اونہون نے صفحہ ۱۵ پر یہہ عبارت لکہی کل ما وقع فی ہذا الفتوی حق لا شبہۃ فیہ - بعد
ازان مولوی عبدالعزیز نے اسی صفحہ مین یہہ عبارت لکہی آنچہ حضرت شیخنا و مولانا ذو
بالفضل اولانا علامۃ الزمان و فہامۃ الدوران مولوی غلام علی صاحب جواب از مسائل کتب
اصولیہ قرآن و حدیث قلمی فرمودہ حق است - پہر مولوی نظام الدین صاحب نے صفحہ ۲۰ پر
لکہا ہے جو کچہہ اوپر تحریر ہوا سب راست اور درست اور یہی اعتقاد سب اہل سنت و جماعت
و صحابہ کرام اور تابعین کا تہا - پہر صفحہ ۲۰ پر مولوی جمال الدین صاحب لکہتے ہین جو کچہہ عالم
معقول و منقول حاوی فروع و اصول شیخنا المکرم جناب مولوی غلام علی صاحب نے اس فتوی
مین مذہب محققین کا بیان فرمایا ہے لاریب کہ یہی حق ہے - پہر صفحہ ۲۳ پر حافظ عبدالمنان
صاحب لکہتے ہین ما اجاب شیخنا ابو عبداللہ العقوری فہو صحیح لاریب فیہ - صفحہ ۲۴ مین مولوی
محمد نورالدین فرماتے ہین ما اجاب شیخنا فی ہذا المسئلۃ حق - صفحہ ۲۶ مین مولوی امام الدین
لکہتے ہین ہذہ المسائل المذکورۃ اصح و احری بالعمل و احق بالقبول اسی صفحہ پر مولوی
محمد عمر بٹالوی لکہتے ہین یہہ فتوی صحیح ہے اسمین کچہہ شک نہین - اب مین کہانتک بیان
کرون اخیر رسالہ مین صفحہ ۴۲ پر مولوی ہادی بختیار لکہتے ہین مین مفتیون کے جوابون کی
تصدیق کرتا ہون کیونکہ حدیث و قرآن و شرع طریقۃ محمدیہ مین ایسے اسیطرح پایا - اب مین
پوچہتا ہون کہ اگر آپکے فرقہ کے مولویون نے تمہارے مجتہد امرتسری اور عطا محمد کا فتوی نہین دیکہا
تہا تو وہ کہان سے کہتے ہین کہ فتوی صحیح ہے اور جو کچہہ اوپر تحریر ہوا سب درست ہے اور

مین سنیتون کے جوابون کی تصدیق کرتا ہون کیا آپ اسی جہوٹے بیان پر خدا کو گواہ لاتے ہین افسوس خدا تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین فرماتا ہے اور آپ اسقدر دلیر ہین کہ صرف جہوٹ ہی نہین کہتے بلکہ اپنے جہوٹے بیان کو راست دکہا کر خدا کو اوسپر گواہ لاتے ہین بیا انسے ثابت ہوا کہ آپ اپنی ترقی تجارت اور جہوٹی ناموری مصنفی کے لئے جہوٹی قسم بہی کہا لیتے ہین ہم نہدہ ہین زر ہین نہین دین سے کچہ کام ہمارا - مولوی عطا محمد کو ہم ہرگز حنفی نہین سمجہتے گو وہ نسل اور بہت سے دغلے اہل علم کے تقیہ کر کے اپنے مونہہ سے حنفیت کا ادعا کرین مگر ہم قول وفعل کو معتبر سمجہتے ہین اور نہ کتاب غایۃ الاوطار قرۃ العین کی شرح فتح المعین جس سے اونہون نے پنیر کا مسئلہ لکہا ہے حنفیون کی کوئی کتاب ہے اگر ہو تو پتہ دو کیون محض دہوکہ دہی پر کمر باندہ رکہی ہے - اب ہم ادن اعتراضون کے جواب لکہنے کی طرف متوجہ ہوتے ہین جو مولف ستارہ نے اپنی کتاب ظفر المبین سے نکالکر مسلمانون کو دہوکہ دینے اور سراج الامۃ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے متنفر کرنے کے لئے مکرر اس رسالہ مین بہی لکہدیے ہین اور امام موصوف کی عداوت مین اپنے آپکو بخاری کی اس حدیث من عادی لی ولیا فقد بارزنی اللہ بالمحاربۃ کا مصداق بنایا - اگرچہ اونکی کتاب مذکور کی تردید مین کتاب نصرۃ المجتہدین بردہفوات غیر المقلدین چہپ چکی ہے اور دوسری کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین - کانپور مین چہپ رہی ہے اور نیز ادن مسائل مطعونہ کا جواب نیر اعظم مین بہی آچکا ہے لیکن تاہم جوش حمیت مذہبی نہین رک سکتا اور کشان کشان اس رسالہ مین بہی مختصراً اونکے جواب لکہنے پر مجبور کرتا ہے -

قولہ ہدایہ جلد اول کے صفحہ ۹۰ ۴ مین لکہا ہے کہ جو شخص اپنی محرمات ابدی مثل ما اور بہین اور بیٹی وغیرہ محرمات ابدی سے جانکر نکاح کرے اور صحبت کرے اونسے تو امام اعظم کے نزدیک اسپر حد نہین آتی انتہی - **جواب** کیون جہوٹہ بولتے ہو کچہ تو خدا کا خوف کرو کہان ایسا لکہا ہے کہ جو شخص ما اور بہین اور بیٹی وغیرہ محرمات ابدی سے جانکر نکاح کرے بلکہ وہان تو صرف اتنا ہی لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے نکاح کر کے وطی کر بیٹھے جس سے اوسکا نکاح حلال نہ تہا تو ایسے شخص کا امام اعظم کے نزدیک حکم یہہ ہے کہ اوسکو حد نہ ماری جاوے

مین سنیون کے جوابون کی تصدیق کرتا ہون کیا آپ اسی جہوٹے بیان پر خدا کو گواہ لاتے
ہین افسوس خدا تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین فرماتا ہے اور آپ اسقدر دلیر ہین کہ صرف جہوٹ
ہی نہین کہتے بلکہ اپنے جہوٹے بیان کو راست دکہانے کو خدا کو اوسپر گواہ لاتے ہین یہانسے ثابت
ہوا کہ آپ اپنی ترقی تجارت اور جہوٹی ناموری مصنفی کے لئے جہوٹی قسم بہی کہا لیتے ہین
٥ ہم بندۂ ہین زر ہین نہین دین سے کچہہ کام ہمارا - مولوی عطا محمد کو ہم ہرگز حنفی نہین
سمجہتے گو وہ مثل اور بہت سے دوغلے اہل علم کے تقیہ کرکے اپنے مونہہ سے حنفیت کا ادعا کرین
مگر ہم قول و فعل کو معتبر سمجہتے ہین اور نہ کتاب خاتمۃ الاوطار قرۃ العین کی شرح فتح المعین
جس سے اونہون نے پنیر کا مسئلہ لکہا ہے حنفیون کی کوئی کتاب ہے اگر ہو تو پتہ دو کیون محض
دہوکہ دہی پہ کمر باندہ رکہی ہے - اب ہم اون اعتراضون کے جواب لکہنے کی طرف متوجہ ہوتے
ہین جو مؤلف ستارہ نے اپنی کتاب ظفر المبین سے نکالکر مسلمانون کو دہوکہ دینے اور سراج
الامۃ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے متنفر کرنے کے لئے مکرر اس رسالہ مین بہی لکہدئے ہین
اور امام موصوف کی عداوت مین اپنے آپکو بخاری کی اس حدیث من عادی لی ولیا فقد
بارزنی بالمحاربۃ کا مصداق بنایا - اگرچہ اونکی کتاب مذکور کی تردید مین کتاب نصرۃ المجتہدین
برد ہفوات غیر المقلدین چہپ چکی ہے اور دوسری کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین -
کانپور مین چہپ رہی ہے اور نیز اون مسائل مطعونہ کا جواب نیر اعظم مین بہی آچکا ہے
لیکن تاہم جوش حمیت مذہبی نہین رک سکتا اور کشان کشان اس رسالہ مین بہی مختصراً اونکے
جواب لکہنے پر مجبور کرتا ہے -

قولہ ہدایہ جلد اول کے صفحہ ۴۹۶ مین لکہا ہے کہ جو شخص اپنی محرمات ابدی مثل ما اور بہین
اور بیٹی وغیرہ محرمات ابدی سے جانکر نکاح کرے اور صحبت کرے اوسپر تو امام اعظم کے نزدیک
اسپر حد نہین آتی انتہی - **جواب** کیون جہوٹہہ بولتے ہو کچہہ تو خدا کا خوف کرو کہان ایسا
لکہا ہے کہ جو شخص ما اور بہین اور بیٹی وغیرہ محرمات ابدی سے جانکر نکاح کرے بلکہ وہان تو صرف
اتنا ہی لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے نکاح کرکے وطی کر بیٹھے جس سے اوسکا
نکاح حلال نہ تہا تو ایسے شخص کا امام اعظم کے نزدیک حکم یہہ ہے کہ اوسکو حد نہ ماری جاوے

لیکن تعزیر دیجاوے اگر اوسکو اسبات کا علم تہا کہ میرا اس سے نکاح جائز نہین اور صاحبین
وامام شافعی کہتے ہین کہ اگر وہ جانتا تہا تو اوسکو حد ماری جاویگی چنانچہ بعینہ عبارت یہ ہے ومن تزوج
من لا یحل له نکاحها فوطیها لا یجب علیه الحد عند ابی حنیفة لکنه یوجع عقوبة اذا کان
عالماً بذلک وقال ابی یوسف ومحمد والشافعی علیه الحد اذا کان عالماً بذلک انتهی
دیکہو اس عبارت مین کہان محرمات ابدیہ مثل ما بہین - بیٹی کا صراحتاً کیا بلکہ کنایتاً بہی ذکر
آیا ہے جو آپنے کچہ کا کچہ ظاہر کر دیا ٥ واہ بر قدرت کہ بہت شان ؛ جمہ کیا دی ود غابا شد
آپکا جو لفظ امراۃ لا یحل لہ نکاحہا سے جہٹ ما - بہین - بیٹی کی طرف خیال جا دوڑا یہہ ع
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ہے مگر آپ تسلی رکہین کہ مسلمانون مین ایسا عاقل کوئی ہوگا
جو ما - بہین اور بیٹی سے نکاح کرنیکی جرأت کرسکے اگر شاذ و نادر کوئی آپ جیسا ہم خیال
ایسی جرأت کربہی سکے تو وہان نکاح کی قید لگی ہوئی ہے اور نکاح بغیر دو عاقل بالغ مسلمانون
کی گواہی کے ہو ہی نہین سکتا پس ظاہر ہے کہ گواہ کیونکہ اوسکو ایسی حرکت کرنیکی اجازت دینگے
اور خود گواہ بہکر خسر الدنیا والآخرۃ ہونگے پس یہان مراد اون عورتون کے نکاح سے ہے
جنکی حرمت کا حال کہ وہ کو معلوم نہین مثلاً کسی کی گولی سے بغیر اجازت اوسکے مولی کے
نکاح کرلینا یا کسی غلام کا بغیر اذن اپنے مولی کے کسی عورت سے نکاح کرنا یا سالی سے نکاح
سمجہات اور سگی بہین کے یا کسی ایسی عورت سے نکاح کر بیٹہا جسکی والدہ سے اوسنے زنا کیا ہو یا
شہوت سے اوسکو ہاتہہ لگایا ہو یا اوسکے فرج داخل پر شہوت سے نظر کی ہو یا بہن نسبی کی رضاعی بہی
بیٹی ہے یا رضاعی بہن کی رضاعی بیٹی ہے علی ہذا القیاس اور بہت سی عورتین ہین جنسے
نکاح ناجائز ہونا عوام کیا بلکہ بعض خواص کو بہی معلوم نہین اور انہین عورتون سے نکاح کی
یہان مراد ہے اور ایسی عورتون سے نکاح کا معاملہ وقوع مین آجانا قریب الفہم ہے نہ وہ جو آپنے
بباعث عداوت یا قصور عقل کے سمجھ لیا ہے کیونکہ ایسی صورت کا وقوع مین آنا گو محال عقلی نہین
مگر محال عرفی مین تو کچہ شبہ نہین اور حد امام صاحب کے نزدیک اسلئے واجب نہین کہ نکاح
کرنے سے شبہہ پڑ گیا ہے اور نکاح کے شبہہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے چنانچہ ترمذی و دارمی

له مین حضرت عائشہ سے روایت ہے ان رسول اللہ صلعم قال ایما امراۃ نکحت بغیر اذن

ولیها فنکاحها باطل فنکاحها باطل فنکاحها باطل فان دخل بها فلها المهر بما استحل من فرجها الی اٰخر الحدیث یعنی ہر ایک نابالغہ عورت جو نکاح کرے بغیر اذن اپنے ولی کے پس نکاح اوسکا باطل ہے باطل ہے باطل ہے پس اگر ایسے خاوند نے اوسکو دخول کیا ہے پس واسطے اوسکے ہے مہر اوسکا بسبب اوسکے جو فائدہ پکڑا ہے اوسنے اوسکو فرج سے پس دیکھو یہہ حدیث اسبات پر نص قطعی ہے کہ جب کسی مرد و عورت مین نکاح کا معاملہ وقوع مین آجائے اور گو اوس نکاح سے نفس الامر مین وہ عورت مرد پر حلال نہو مگر تاہم اگر وہ اوس سے وطی کر بیٹھے تو مرد پر کوئی حد نہین ورنہ واسطے کرنے سے جسطرح حضرت نے مرد کو اوسکے مہر ادا کرنیکا مستوجب قرار دیا ہے اسیطرح اگر وطی سے کوئی وبال بہی اوسپر عاید ہوتا تو ضرور اوسکی بہی حضرت ساتہہ ہی تصریح فرمادیتے اور نیز شبہہ کی نسبت حضرت نے فرمایا ہے کہ شبہہ سے حدود ساقط ہوجاتی ہین گو وہ شبہہ برائے نام ہی ہو چنانچہ ابن عباس سے روائیت ہے کہ قال رسول اللہ صلعم ادرؤا الحدود بالشبهات اور ابوہریرہ سے روائیت ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے ادفعوا الحدود عن عباد اللہ ما وجدتم لہ مدفعا اور ترمذی نے عائشہ سے روائیت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے ادرؤا الحدود عن المسلمین ما استطعتم اسلئے حضرت علی نے زمیلہ ایک عورت سے فرمایا کہ شاید سوتے مین تیرے اوپر کسی نے زبردستی کی ہو یا تیرے مولی نے تیرا نکاح کر دیا ہے اور تو اوسکو چہپاتی ہے جیساکہ فتح القدیر مین ہے لیکن اگر وہ جانتا تہا تو اوسکو تعزیر دیجاویگی اور تعزیر تین سوط سے لیکر اونتالیس سوط تک قاضی کی رائے پر ہے جیساکہ اوسکی رائے مین ہو اوتنے لگاوے اور کبہی گناہ سخت مین تعزیر ساتہہ قتل کے بہی دیجاتی ہے جیساکہ شامی کی جلد ثالث کے صفحہ ۱۷۹ مین ہے - اور صاحبین کہتے ہین کہ اگر وہ جانتا تہا کہ وہ عورت مجہپر حرام ہے تو اوسکو حد ماری جاوے اور اکثر علما کا اسی پر فتوی ہے چنانچہ درمختار مین لکہا ہے - وقالا ان علم الحرمة حد وعلیه الفتوی اور شامی مین مضمرات سے منقول ہے قال اذا تزوج محرمه حد عندهما وعلیه الفتوی وکذلک فی الفتح نقل عن الخلاصة ان الفتوی علی قولهما انتهی پس صاف ثابت ہوا کہ جیسا غیر حلال عورت سے نکاح کرکے اوس سے صحبت کرنے پر اوسکو اہل حنیفہ کے نزدیک حد ماری جاویگی تو محرمات ابدیہ سے ایسی حرکت کرنے پر تو وہ ضرور مستحق حد ہوگا - خصوصاً جبکہ صاحبین کہتے ہین کہ نکاح محرمات پر اگر اوسکو حرمت کا

علم ہوا تو یہ واجب ہے اور صاحبین کا ایسا قول خود امام صاحب کا قول ہے جیسا کہ میزان

الشعرانی کے صفحہ ۱۰۶ مین لکھا ہے ونقل الشیخ کمال الدین بن الهمام عن اصحاب ابی حنیفة کابی یوسف

ومحمد وزفر والحسن انهم کانوا یقولون ما قلنا فی مسئلة قولا الا وهو روایتنا عن ابی حنیفة واقسموا

علی ذلك ایمانا مغلظة فعلم ان من اخذ بقول واحد من اصحاب ابی حنیفة فهو آخذ بقول

ابی حنیفة انتهی ملخصًا۔

قوله ہدایہ کے صفحہ ۱۰۵ مین لکھا ہے کہ امام اعظم کے نزدیک جھوٹے گواہ گذار کر پرائی عورت

کے لے لینے اور اوس سے صحبت کرنیوالے پر گناہ نہین انتہی ۔ **جواب** کچھ تو خدا کا خوف کرو یہان

پرائی عورت کہان لکھی ہے جو آپنے ایک نیا رنگ دیکر بیان کیا ہے تاکہ عوام ناواقف

فوت سے جلد بیدل ہو جاوین البتہ اردو شرح وقایہ کے جلد سوم کے صفحہ ۹۶ مین اسطرحپر لکھا ہے

کہ اگر مثلاً مدعی نے ایک عورت پر دعوی نکاح کا کیا لفظ یہہ میری منکوحہ ہے اور عورت

نے انکار کیا تب مدعی نے جھوٹے گواہ پیش کر دئے نکاح کے قاضی پاس تو قاضی عورت

کو مدعی کے سپرد کر دے اور عورت سے کہے کہ تو اپنی ذات پر قدرت دے زوج کو اور نفقہ وغیرہ

لوازم زوجیت کا حکم کر دے پس امام اعظم کے نزدیک مرد کو وطی اور عورت کو شوہر کا اپنے

اوپر قادر کر دینا عند اللہ حلال ہے انتہی اسکو بعد امام صاحب کے قول پر بحر الرائق سے

شبہہ وارد کر کے پہر اوسکا جواب اسطرحپر نقل کیا ہے ۔ امام ابو حنیفہؒ کے قول پر یہہ اشکال

ہے کہ حرام محض کسطرح سبب ہوگا حلت کا فیما بینہ وبین اللہ سو جواب اسکا یہہ ہے کہ ہمنے حرام

محض یعنی شہادت دروغ کو اس جہت سے کہ وہ دروغ ہے سبب حلت کا نہین کیا بلکہ حکم قاضی

کا مثل انشائی عقد جدید کے ہے اور انشائی عقد حرام نہین ہے بلکہ واجب ہے کیونکہ قاضی

دروغ گوئی شہود کو نہین جانتا اور امام صاحب کی دلیل نقلی وہ ہے جسکو ذکر کیا امام محمدؒ نے

مبسوط مین کہ پہونچا ہمکو حضرت علیؓ سے کہ ایک شخص نے اونکے پاس گواہ قایم کر دئے ایک

عورت کے نکاح پر اور عورت نے انکار کیا تو حضرت علیؓ نے حکم دیا عورت کو کہ جاوے مرد پاس تو

کہا عورت نے کہ اس مرد نے نہین نکاح کیا ہے مجھسے اب اگر آپنے ایسا ہی حکم کیا ہے تو آپ

نکاح پڑھوا دیجئے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مین نہین تجدید کرتا نکاح کی نکاح کر دیا تیرا

ملزم تھا تو یہہ واجب ہے اور صاحبین کا ایسا قول خود امام صاحب کا قول ہے جیسا کہ میزان
الشعرانی کے صفحہ ۲۰۸ مین لکھا ہے ونقل الشیخ کمال الدین بن الہمام عن اصحاب ابی حنیفۃ کابی یوسف
ومحمد وزفر والحسن انہم کانوا یقولون ما قلنا فی مسئلۃ قولا الا وہو روایتنا عن ابی حنیفۃ واقسموا
علیٰ ذلک ایمانا مغلظۃ فعلم ان من اخذ بقول واحد من اصحاب ابی حنیفۃ فہو آخذ بقول
ابی حنیفۃ انتہیٰ ملخصاً۔

قولہ ہدیہ کے صفحہ ۱۲۵ مین لکھا ہے کہ امام اعظم کے نزدیک جہوٹے گواہ گذار کر پرائی عورت
کے لے لینے اور اوس سے صحبت کرنیوالے پر گناہ نہین انتہیٰ۔ **جواب** کچہ تو خدا کا خوف کرو یہان
پرائی عورت کہان لکھی ہے جو آپنے ایک نیا رنگ دیکر بیان کیا ہے تاکہ عوام ناواقف
وقت سے جلد بیدل ہو جاوین البتہ اردو شرح وقایہ کے جلد سوم کے صفحہ ۹۶ مین اسطرحپر لکھا ہے
کہ اگر مثلاً مدعی نے ایک عورت پر دعویٰ نکاح کا کیا یعنی یہہ میری منکوحہ ہے اور عورت
نے انکار کیا تب مدعی نے جہوٹے گواہ پیش کرائے نکاح کے قاضی پاس تو قاضی عورت
کو مدعی کے سپرد کرے اور عورت سے کہے کہ تو اپنی ذات پر قدرت دے زوج کو اور نفقہ وغیرہ
لوازم زوجیت کا حکم کرے پس امام اعظم کے نزدیک مرد کو وطی اور عورت کو شوہر کا اپنے
اوپر قادر کرا دینا عند اللہ حلال ہے انتہیٰ اسکو بعد امام صاحب کے قول پر بحر الرائق سے
شبہہ وارد کرکے پہر اوسکا جواب اسطرحپر نقل کیا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے قول پر یہہ اشکال
ہے کہ حرام محض کسطرح سبب ہو گا حلت کا فیما بینہ وبین اللہ سو جواب اسکا یہہ ہے کہ ہمنے حرام
محض یعنی شہادت دروغ کو اس جہت سے کہ وہ دروغ ہے سبب حلت کا نہین کیا بلکہ حکم قاضی
کا مثل انشائی عقد جدید کے ہے اور انشائی عقد حرام نہین ہے بلکہ واجب ہے کیونکہ قاضی
دروغ گوئی شہود کو نہین جانتا اور امام صاحب کی دلیل نقلی وہ ہے جسکو ذکر کیا امام محمدؒ نے
مبسوط مین کہ پہونچا ہمکو حضرت علیؓ سے کہ ایک شخص نے اونکے پاس گواہ قایم کردئے ایک
عورت کے نکاح پر اور عورت نے انکار کیا تو حضرت علیؓ نے حکم دیا عورت کو کہ جاوے مرد پاس تو
کہا عورت نے کہ اس مرد نے نہین نکاح کیا ہے مجہسے اب اگر آپنے ایسا ہی حکم کیا ہے تو آپ
نکاح پڑہوا دیجیے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مین نہین تجدید کرتا نکاح کی نکاح کر دیا تیرا

دونون شام وبخ پس اگر دونون مین نکاح منعقد ہوجاتا آپکی قضا سے تو آپ تجدید نکاح سے
منع نکرتے باوجودیکہ عورت طالب تہی نکاح کی اور مرد راغب تہا اور اسمین محفوظ رہتے دونون
زنا سے انتہی ۔ پس فقہ کے اس مسئلہ کو مردود کہنا معاذ اللہ گویا حضرت علی کے حکم کو مردود
کہنا ہے اور وہ جو آپنے ظفر مبین مین لکہا ہے کہ امام محمد نے یہ حدیث بلا اسناد بیان کی ہے اور اسلیئے
حجت نہین ہوسکتی سو یہ بالکل دروغ بیفروغ ہے کیونکہ امام محمدؒ کی وہ احادیث جنکو اونہون نے
لفظ بلغنا (یعنے پہونچا ہمکو) سے بیان کیا ہے مسند ہین چنانچہ شامی مین لکہا ہے بلاغات محمد
مسندۃ اور نیز لکہا ہے المجتہد اذا استدل بحدیث کان تصحیحا لہ ۔ اور یہ کہنا کہ صحبت کرنیوالے پر گناہ نہین
بالکل جہوٹ ہے کیونکہ بحر الرائق مین لکہا ہے ولا یلزم من القضاء بحل الوطی عدم اثمہ بسبب اقدامہ علی الدعوی
الباطلۃ وان کان لا اثم علیہ بسبب الوطی واثم الشاہدان اثما عظیما یعنے حلال ہونے وطی سے
یہ لازم نہین کہ وہ گنہگار بہی نہوگا پس تحقیق وہ گنہگار ہے بسبب پیش کرنے جہوٹے دعوی کے اگرچہ
نہین گناہ اوسپر بسبب وطی کے اور گنہگار ہونگے دونون گواہ جنہون نے جہوٹی گواہی دی بڑا گنہگار ہونا

قولہ ہدایہ جلد اول کے صفحہ ۵۷۰ مین لکہا ہے کہ ذمی جزیہ دینے والا اگر ہمارے پیغمبر صلعم
کو گالی دے تو امام اعظم وامام ابو یوسف ومحمدؒ کے نزدیک اوسکا عہد ذمی کا نہین ٹوٹتا اور اسکو قتل
نکرنا چاہیے ۔ **جواب** یہ اوس صورت مین ہے کہ جب ذمی ظاہر مین یا بطور عادت کے گالیان
نہین دیتا کیونکہ حضرت کو گالی دینا کفر ہے اور ذمی مین کفر پہلے ہی موجود ہے پس جب اوسکا
کفر قدیم مانع اوسکے ذمی ہونے سے نہوا تو کفر طاری جو بحالت ذمی اوس سے صادر ہوا وہ کیون
اوسکے عہد کو توڑ ڈالیگا لیکن باوجود اسکے بہی امام صاحب قائل ہین کہ اوسکو تعزیر دیجاوے چنانچہ
در مختار مین ہے ویؤدب الذمی ویعاقب علی سبہ دین الاسلام او القرآن او النبی حاوی
وغیرہ قال العینی واختیاری فی السب انہ یقتل وتبعہ ابن الہمام وبہ افتی شیخنا الخیر الرملی انتہی اور
شامی مین ہے لا یلزم من عدم النقض عدم القتل وقد صرحوا قاطبۃ بانہ یعزر علی ذلک ویؤدب
وہو یدل علی جواز قتلہ زجرا لغیرہ اذ یجوز الترقی فی التعزیر الی القتل اذا عظم موجبہ انتہی لیکن اگر ذمی
ظاہر مین گالی دیوے یا گالی دینے مین معتاد ہوگیا ہو تو بالاتفاق قتل کیا جاوے چنانچہ شامی مین لکہا ہے فلو
اعلن بشتمہ او اعتادہ قتل ولو امرأۃ وبہ یفتی الیوم انتہی

قولہ چلپی حاشیہ شرح وقایہ کے صفحہ ۲۰۵ مین بحوالہ محیط کہا ہے کہ خرچی عورت زانیہ کی امام اعظم کے نزدیک حلال اور طیب ہے **جواب** بیان تو آپ کا بسبب نہ سمجھنے عبارت چلپی اور غلط سمجھ کرنے کے صریحا ضلوا و اضلوا کے مصداق ہو جسکی نسبت ہمکو مجبورا یہہ کہنا پڑا ہو کہ عالمون کے ورع کو پہونچے ، جاہل زنا تر اورع کہان ۔ کیونکہ چلپی کی اس عبارت سے جسکو آپنے اجارہ فاسدہ مین لکہا ہے مطلب صرف یہ ہے ان الاخذ ما تاخذ الزانیۃ ان کان بعقد الاجارۃ فحلال عند الامام الاعظم لان اجر المثل طیب وان کان الکسب حراما یعنی جو چیز کہ لے عورت زنا کر نیوالی اگر ہے ساتہ عقد اجارہ کے پس حلال ہے نزدیک امام اعظم کے کیونکہ مزدوری مثل کی طیب ہے اگرچہ سبب حرام ہو پس اگر آپ اجارہ فاسدہ اور اجارہ باطل کو سمجھتے تو کبھی اس عبارت سے اجارہ باطل پر اجارہ فاسدہ کو محمول کر کے خرچی کی صورت جو اجارہ باطلہ ہے قایم نہ کرتے کیونکہ تمام فقہا اسپر متفق ہین کہ اجارہ فاسدہ وہ ہے جو اصل مین مشروع ہو اور کسی شرط کے لگا دینے سے اوسمین فساد آجاوے اور اجارہ فاسدہ کا یہہ حکم ہے کہ جب مستاجر اس سے منفعت حاصل کر لیوے تو اجرت مثل واجب ہوگی اور اجارہ باطل اسکو کہتے ہین جو اصل مین ہی غیر مشروع ہو اور اس امر پر بہی سب کا اتفاق ہے کہ جس اجارہ کا معقود علیہ معصیت ہوگا وہ باطل ہوگا نہ فاسد - پس ان قواعد کے محقق و متفق علیہ ہونے کے بعد کون عقلمند و عالم زنا کی اجرت کو حلال کہہ سکتا ہے خصوصا امام اعظم جیسے محتاط و پرہیزگار کی طرف اسکو منسوب کرنا نہایت ظلم ہے جنکی ورع و تقوی کا ادنی بیان یہہ ہے کہ عبد اللہ بن مبارک کہتے ہین کہ ایکدفعہ کوفہ کی بکریون مین ایک لوٹ کی بکری ملگئی پس امام ابو حنیفہ نے سات سال تک جو زیادہ سے زیادہ بکری کی عمر ہوتی ہے گوشت کا کہانا ترک کر دیا - حالانکہ خرچی زانیہ کی تو بالاتفاق انکے نزدیک حرام ہے چنانچہ نووی نے شرح مسلم مین لکہا ہے اما مہر البغی فہو ما تاخذہ الزانیۃ علی الزنا وسماہ مہرا لکونہ علی صورتہ وہو حرام باجماع المسلمین یعنی خرچی زانیہ کی پس وہ شے ہے کہ جسکو زانیہ بعوض زنا کے لیوے اور اسکا نام اسلئے مہر رکہا ہے کہ وہ بصورت مہر ہے اور حرمت اسکی تمام مسلمانون کے نزدیک بالاجماع ہے اور ترجمہ اردو مشارق الانوار مین لکہا ہے اور خرچی بالاتفاق حرام ہے انتہی - پس صاحب چلپی و محیط کے وہ معنے مراد نہین جو آپ سمجھے ہین بلکہ ایسے معنے ہین جس سے اجارہ فاسدہ کی صورت پیدا ہو کیونکہ وہ تو خود ہی اجارہ فاسدہ مین کلام کرتے ہین اور حلت اجرت کے درصورت فساد قایل ہوئے ہین نہ درصورت بطلان پس انکا یہہ مطلب ہے کہ کسی عورت کو اسکے منافع خدمت پر ایام معین مین اجارہ لیا اور یہہ ہی شرط کر لی کہ ان ایام مین زنا بہی کرونگا مثلا کوئی شخص کسی عورت کو دو

پکانے پر دس روپیہ کو لے اور یہہ بہی شرط کرے کہ تجہسے صحبت بہی کرونگا سو اصل معقود علیہ خدمت ہی جو امر حلال ہی اور جو شرط حرام اسکے ساتھہ لگی ہی پس یہہ اجارہ فاسد ہی نہ باطل اس صورت مین فقط اجرت مثل روٹی پکانے کی اجرت جو امر مباح ہی وہ تین روپیہ اوسکو دلائی جاویگی اور اسی کو امام اعظم حلال طیب کہتے ہین اور دس روپیہ جو اجارہ فاسد کے قرار پائی تہی رد کردی جاوینگے ہان اگر کل دس روپیہ دلائے جاتے تو حرام ہوتی کیونکہ انہین زنا کی اجرت بہی شامل تہی سو ایسا بیان بالکل نہین ۔

قوله ہدایہ مترجم فارسی کے صفحہ ۱۳۱ ۔ اور شرح وقایہ کے صفحہ ۲۴۶ مین لکہا ہی کہ قوت حاصل کرنیکے لئے اسقدر شراب پی لینی جایز ہی کہ نشہ نکرے **جواب** کیون ایمان کو بالائے طاق رکہکر صریح جہوٹہہ بولتے ہو وہان تو یہہ عبارت لکہی ہی وعصیر العنب اذا طبخ حتی ذهب ثلثاه وبقي ثلثه حلال وان اشتد یعنی شیرہ انگور کا جب پکایا جاوے یہانتک کہ اوسکی دو تہائی جلجاوین اور ایک تہائی رہجاے تو حلال ہی اور اگرچہ وہ سخت ہوجاوے انتہی سو یہہ مطابق ان احادیث کے ہی جو عینی نے شرح کنز کی کتاب الاشربہ مین لکہا ہی کہ

روی عن ابی موسی انه کان یشرب من الطلاء ما ذهب ثلثاه وبقي الثلث رواه النسائی ولہ مثله عن ابی الدرداء وقال البخاری رای عمر وابو عبیدة ومعاذ رض شرب الطلاء علی الثلث وشرب البراء وابو جحیفة رض علی النصف وقال ابو داود سألت احمد عن شرب الطلاء اذا ذهب ثلثاه وبقي ثلثه فقال لا بأس به قلت انهم یقولون انه یسکر فقال لا یسکر لو کان یسکر لما احله عمر رض انتهی

یعنی روایت کی گئی ہی ابی موسی اشعری سے کہ وہ پیا کرتے تہے طلاء سے جب دو تہائی جلکر ایک تہائی باقی رہجاتا تہا روایت کیا اس حدیث کو نسائی نے اور مثل اسکے ابی الدرداء سے بہی روایت کی گئی ہی اور امام بخاری نے کہا کہ حضرت عمر اور ابو عبیدہ اور معاذ نے طلاء کا پینا جائز کیا ہی جبکہ ایک تہائی جلجاے پیا حضرت براء اور ابو جحیفہ نے نصف تک جلجانے پر اور کہا ابو داود نے مینے امام احمد سے طلاء کے پینے کے بارہ مین سوال کیا جبکہ دو تہائی جلکر ایک تہائی باقی رہجاے آپنے فرمایا اسکے پینے مین کچہہ مضایقہ نہین پہر مینے کہا کہ لوگ کہتے ہین کہ وہ نشہ کرتا ہی آپنے کہا کہ کوئی نشہ نہین کرتا اگر نشہ کرتا تو کبہی حضرت عمر اسکو حلال نہ کرتے اور امام محمد نے موطا مین حضرت عمر کی احادیث کو بیان کرکے اسکے نیچے اسطرح لکہا ہی وبهذا ناخذ لا بأس بشرب الطلاء الذی قد ذهب ثلثاه وبقي ثلثه وهو حلو لا یسکر فاما کل معتق یسکر فلا خیر فیه انتہی اور اس طلاء کا پینا بہی انہین لوگون کو جائز ہی جو لہو ولعب کی غرض سے نہ پیتے ہون بلکہ محض عبادت و تہجد داری کی

صفحہ ۲۰۳ مطبوعہ مصری

صفحہ ۲۹۰ مطبوعہ یوسفی

کہ تو جائز ہے چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح مشکوٰۃ مین لکھا ہے و این نیز قوی است کہ نوشیدہ آنرا برائے تقویت بر عبادت کذا فی الہدایہ و ذکر کردہ است امام ابو یوسف در امالی خود اگر خواہد کہ بنوشد برائے فسق و فجور و ملہی پس قلیل و کثیر آن حرام است انتہی ملخصًا۔ پس اس شیرہ کو شراب بیان کرکے مردود کہنا صریح دہوکہ دہی اور اصحاب رسول خدا کو مردود کہنا ہے نعوذ باللہ۔

قولہ ہدایہ جلد دوم کے صفحہ ۴۰۰ مین لکھا ہے کہ شراب کا سرکہ بنانا اور اسکا کھانا پینا حلال ہے انتہی

جواب - یہہ کچھ حنفیہ کا ہی مذہب نہین بلکہ امام اوزاعی اور لیث کا بھی یہی مذہب ہے اور تحقیق عینی نے کنز کی شرح مین لکھا ہے کہ اسمین ہماری دلیل قول اللہ کا ہے احل لکم الطیبات اور اسمین شراب کا متغیر ہو گیا ہے اور سرکہ بالطبع پاک ہوتا ہے پس حلال ہوگا اور دوسرے قول ﷺ ہے نعم الادام الخل رواہ مسلم یعنی اچھا نانخورش سرکہ ہے اور یہہ کلیہ شامل ہوگا اوسکی تمام صورتون سے اور مراد نہی سے جو حدیث انس مین مسلم نے روایت کی ہے یہہ ہے کہ شراب کا استعمال سرکہ سا ہو بایں طور کہ اوس سے نفع لیا جاوے شراب سرکہ بطور نانخورش بنانے کے علاوہ اوسکو یہہ محمول ہے اسپر کہ یہہ ممانعت ابتداء اسلام مین تھی جبکہ آنحضرت ﷺ خمر کی بابت مبالغہ فرماتے تھے اور زجر کرتے تھے واسطے چھڑانے عادت مالوفہ کے انتہی ملخصًا۔ شیخ عبد الحق محدث نے شرح مشکوٰۃ مین لکھا ہے و نہی از آن اگر بود در ابتداء بود بجہت قمع آثار خمر اما بعد طول عہد حرام نباشد و در روایت میکند کہ خیر خلکم خل خمر کہ بہترین سرکہ شما سرکہ خمر است انتہی۔

قولہ فتاویٰ قاضیخان جلد اول کے صفحہ ۱۰۰ مین لکھا ہے کہ تسکین کی نیت سے مشت زنی کرنے مین گناہ نہین

جواب کتاب کا مطلب تو بالکل نہین سمجھے اور اعتراض کرنے کو فورًا تیار ہو گئے ہو ؏ فہم سخن گر نکند مستمع ؛ قوت طبع از متکلم مجو - ہمارے علماء مشت زنی کو حرام لکھتے ہین چنانچہ شامی مین لکھا ہے ویدل ایضًا علی ما قلنا ما فی الزیلعی حیث استدل علی عدم حلہ بالکف بقولہ تعالیٰ والذین ہم لفروجہم حافظون الآیۃ وقال فلم یبح الاستمتاع الا بہما ای بالزوجۃ والامۃ لیکن جو شخص عورت نہ رکھتا ہو اور بسبب غلبہ شہوت کے یہہ خوف کرتا ہو کہ اگر مین ہاتھ سے انزال نہ کیا تو مجھسے زنا واقع ہو جاویگا تو اوسکے لئے بعض علماء نے لکھا ہے کہ اگر وہ ہاتھ سے انزال کرے

کے اونکو چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح مشکوۃ مین لکہا ہے واین نیز فتنی است کہ
بنوشند آنرا برائے تقویت بر عبادت کذا فی الہدایہ وذکر کردہ است امام ابو یوسف در امالی خود
اگر خواہد کہ بنوشد برائے فسق و فجور و لہو پس قلیل و کثیر آن حرام است انتہی ملخصاً۔ پس
اس شیرہ کو شراب بیان کرکے مردود کہنا صریح دہوکہ دہی اور اصحاب رسول خدا کو مردود
کہنا ہے نعوذ باللہ۔

قولہ ہدایہ جلد دوم کے صفحہ ۴۰۰ مین لکہا ہے کہ شراب کا سرکہ بنانا اور اوسکا کہانا پینا حلال
ہے انتہی۔ **جواب**۔ یہ کچھ حنیفہ کا ہی مذہب نہین بلکہ امام اوزاعی اور لیث کا بہی یہی مذہب ہے
عینی نے کنز کی شرح مین لکہا ہے کہ اسمین ہماری دلیل قول اللہ تعالی کا ہے احل لکم الطیبات اور تحقیق
مین شراب کا متغیر ہوگیا ہے اور سرکہ بالطبع پاک ہوتا ہے پس حلال ہوگا اور دوسرے قول مین ہے
نعم الادام الخل رواہ مسلم یعنی اچہا نانخورش سرکہ ہے اور اسکی تحلیل شامل ہوگا اور اسکی تمام صورتون سے اور مراد یہی ہے
جو حدیث انس مین مسلم نے روایت کی ہے یہہ ہے کہ شراب کا استعمال سرکہ سا ہو بانطور کہ اوس سے نفع
مثل سرکہ کو بطور نانخورش بنانے کے لیا جاوے علاوہ اوسکو یہہ محمول ہے اسپر کہ یہہ ممانعت ابتداء اسلام
مین تہی جبکہ آنحضرت خمر کی بابت مبالغہ فرماتے تہے اور زجر کرتے تہے واسلئے چہوڑا دینے عادت
مالوفہ کے انتہی ملخصاً۔ شیخ عبد الحق محدث نے شرح مشکوۃ مین لکہا ہے و نہی از ان اگر بود در ابتدا
امر بود بجہت محو آثار خمر اما بعد طول عہد حرام نباشد و در روایت میکنند کہ خیر خلکم خل خمر کہ بہترین
سرکہ شما سرکہ خمر است انتہی۔

قولہ فتاوی قاضیخان جلد اول کے صفحہ ۱۰۰ مین لکہا ہے کہ تسکین کی نیت سے مشت زنی کرنے
مین گناہ نہین **جواب**۔ کتاب کا مطلب تو بالکل نہین سمجہے اور اعتراض کرنے کو فوراً آمادہ ہوجاتے
ہو۔ فہم سخن چون نکند مستمع قوت طبع از متکلم مجو۔ ہمارے علماء مشت زنی کو حرام لکہتے مین
چنانچہ شامی مین لکہا ہے ویدل ایضاً علی ما قلنا ما فی الزیلعی حیث استدل علی عدم حلہ بالکف
بقولہ تعالی والذین ہم لفروجہم حافظون الآیۃ وقال فلم یبح الاستمتاع الا بہما ای بالزوجۃ والامۃ
لیکن جو شخص عورت نہ رکہتا ہو اور بسبب غلبہ شہوت کے یہہ خوف کرتا ہو کہ اگر میں ہاتہ سے انزال نہ
کیا تو مجہسے زنا واقع ہوجاویگا تو اوسکے لئے بعض علماء نے لکہا ہے کہ اگر وہ ہاتہ سے انزال کرے

تو ہم امید کرتے ہین کہ شاید گنہگار نہو چنانچہ درمختار مین لکہا ہے ولو خاف الزنا یرجی ان لا وبال
علیہ انتہی اور شامی مین لکہا ہے فان غلبتہ الشہوۃ ففعل ارادۃ تسکینہا بہ فالرجاء ان لا یعاقب واما
اذا فعلہ لاستجلاب الشہوۃ فہو آثم انتہی ملخصا یعنی ایسے غلبہ شہوت کی حالت مین جبکہ بسبب عدم قدرت
نکاح کے زنا کے واقع ہونیکا جو اندیشہ گناہ کا خوف ہو تو ایسے وقت مین بقول شعر اذا ابتلیت ببلیتین
فاختر اھونہما کے ہاتہ سے انزال کرنا جو بہ نسبت زنا کے اخف بلکہ پاسنگ بہی نہین صرف مباح
ہی نہین بلکہ واجبات سے ہو جیسا کہ شامی مین لکہا ہے البتہ اسکا معتاد ہونا ناکح الید ملعون کا مصداق
بنتا ہے پس اس مسئلہ پر اعتراض کرنا نعوذ باللہ گویا زنا کی ترغیب دینا ہے ۔

قولہ فتاوی قاضیخان جلد چہارم کے صفحہ ۳۴۳ مین لکہا ہے کہ اگر پیشاب کے ساتہ قرآن لکہے
اور اگر مردار کی کہال پر قرآن لکہے تو بہی مضائقہ نہین اور ردالمحتار شرح درالمختار جلد اول کے
صفحہ ۹۰ مین لکہا ہے کہ اگر کسیکی نکسیر پہوٹے پس لکہے سورہ فاتحہ کو ساتہ خون کے پیشانی اپنی
پر اور ناک اپنی پر تو جائز ہے واسطے شفا کے اور ساتہ پیشاب کے بہی سورہ فاتحہ کا لکہنا جائز ہے
اگر جانا جاوے کہ اسمین شفا ہے انتہی ۔ **جواب** اصل عبارت فتاوی قاضیخان کی اسطرح ہے
والذی رعف فلا یرقا دمہ فاراد ان یکتب بدمہ علی جبہتہ شیئا من القرآن قال ابو بکر الاسکاف
یجوز قیل لو کتب بالبول قال لو کان فیہ شفاء لا باس بہ قیل لو کتب علی جلد المیتۃ قال ان کان فیہ شفاء جاز
سو یہ تینون صورتین مطابق آیت انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل بہ لغیر اللہ فمن اضطر
غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ کے ہین کیونکہ جب خدا تعالی نے اضطرار کی حالت مین قطعی حرام چیزین مباح کر دین
تو دوا حرام اگر اوسمین شفا منحصر ہو اور بجز اوسکے اور کوئی دوا واسطے ابقائے جان کے میسر نہو کیون
مباح نہو گی ہان اگر علما مطلق علاج حرام دوا کے ساتہ جائز کہتے تو البتہ قابل اعتراض ہوتا مگر وہ
بار بار یہی کہتے ہین کہ اگر اوسی مین شفا منحصر ہے اور بجز اوسکے اور کوئی دوا نہین تب جائز ہے چنانچہ
شامی اور مختار مین لکہا ہے یجوز ان علم فیہ شفاء ولم یعلم دواء آخر انتہی یعنی تب جائز ہے جبکہ جانتا ہے
کہ اسی مین شفا ہے اور بغیر اسکے اور کوئی دوا نہین جانتا ۔

قولہ ہدایہ فارسی کے صفحہ ۲۰ مین لکہا ہے کہ درمیان مسلمان اور حربی کے دار الحرب مین مسلمان
کو کافرون سے بیاج لینا منع نہین ہے ۔ **جواب** اسمین ہماری دلیل وہ قصہ ہے جو مفسرین نے

سورہ روم کی آیت وہم من بعد غلبہم سیغلبون فی بضع سنین میں اسطرح پر بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت
کفار مکہ کے سامنے حضرت ابوبکرؓ نے پڑھی تو ابی بن خلف نے کہا کہ روم کا پھر غالب ہونا ہو چکا
اور میں اسبات پر شرط لگاتا ہوں کہ اگر روم تین برس تک پھر غالب ہو گئے تو میں دس اونٹ
تجھکو دونگا ورنہ دس اونٹ تم مجھکو دینا پس حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت کی خدمت میں یہ حال
بیان کیا آپ نے فرمایا کہ بضع درمیان تین اور نو سال کے ہے تم پھر جاکر مال اور مدت میں زیادتی کر
لو پس حضرت ابوبکرؓ نے سو اونٹ کی نو سال تک شرط لگائی اور اکیدہ مری سے ضمانت لی
چنانچہ ساتویں برس روم پھر غالب ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ نے ضامن ابی سے سو اونٹ لیکر
حسب ارشاد آنحضرت خدا کی راہ میں الصدقہ کر دیئے تفسیر احمدی میں اس قصہ کے نیچے
لکھا ہے وعن قتادۃ ومن مذہب ابی حنیفۃ ومحمد ان العقود الفاسدۃ کعقد الربا
وغیرہ جائزۃ فی دار الحرب بین المسلمین والکفار وقد احتجا علی صحۃ ذلک بہذہ
القصۃ وہذا قال الخطابی کان قبل تحریم القمار۔ اور امام ابوحنیفہ اور محمدؒ نے اس قصہ سے حجت پکڑی ہے کہ
دار الحرب میں درمیان مسلمان و کافروں کے عقود فاسدہ مثل بیاج وغیرہ کی جائز ہیں اور مکہ اوس وقت
دار الحرب تھا۔ اور نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ امام صاحب کی دلیل یہ ہے جو
فرمایا رسول خدا نے کہ نہیں بیاج درمیان مسلمان اور حربی کے دار الحرب میں اسناد کی اس
حدیث کی بیہقی نے معرفہ میں بیچ مبسوط میں ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور مکحول جنہوں روایت کیا اسکو
ثقہ ہے اور مرسل ثقہ کی مقبول ہے انتہی ملخصاً۔

قولہ خاتمۃ الاوطار ترجمہ در مختار جلد اول کے صفحہ ۵۰ میں لکھا ہے کہ کتے کی کھال کا جانماز
اور ڈول بنانا جائز ہے۔ **جواب** ہم ہی جائز نہیں کہتے بلکہ رسول خدا پاک فرماتے ہیں
چنانچہ صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول اذا
دبغ الاہاب فقد طہر یعنی رسول خدا نے فرمایا جسوقت کہ کھال دباغت دی گئی پس پاک ہو گئی
اور ابوداؤد و امام مالک نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے ان رسول اللہ امر ان یستمتع بجلود
المیتۃ اذا دبغت یعنی حضرت نے مردار کی کھال سے جبکہ دباغت دیا جاوے فائدہ اٹھانے
کا حکم دیا ہے۔ اور مسند امام اعظم میں ابن عباس سے روایت ہے ان رسول اللہ صلعم قال ایما اہاب دبغ

فقد طهر بغیر رسول خدا نے فرمایا کہ ہر ایک کہال جب دباغت دیگئی پس تحقیق پاک ہو جاتی ہے
عقود الجواہر المنیفہ مین لکہا ہے کہ یہ حدیث انہین الفاظ سے ترمذی و نسائی و ابن ماجہ مین بہی
آئی ہے پس دیکہو حضرت نے ہر ایک کہال فرمائی ہے جسمین کُتّے کی کہال بہی شامل ہے اور
سور کی کہال اسواسطے پاک نہین ہوتی کہ وہ نجس العین ہے بخلاف کتے کے کہ اس سے شکار
کرانا اور نگہبانی وغیرہ منافع لینے جائز ہین پس اس مسئلہ کو مردود کہنا صریح احادیث کو جھٹلانا ہے

قولہ غایۃ الاوطار ترجمہ در مختار کے جلد چہارم کے صفحہ ۱۹۰ مین لکہا ہے حلوان سور کے
دودہ سے پالا گیا ہو اوسکا گوشت حلال ہے **جواب** اپنے حسب عادت خود ساری عبارت نہین
لکہی صرف ایک ٹکڑہ اوسکا بیان کرکے اعتراض کر دیا ہے اگر ساری بیان کرتے تو امید نہتی کہ آپکو
اعتراض کرنیکی نوبت نہ پہونچتی اوسکا سطر چہ ہے کہ اگر کوئی جانور نجاست اور غیر نجاست دونون
کہاتا ہو اسطرح پر کہ اوسکا گوشت گندہ نہو تو حلال ہے جیسے وہ حلوان حلال ہے جو پالا گیا سور کے
دودہ سے کیونکہ اوسکا گوشت متغیر نہین ہوتا اور جو دودہ اوسکا غذا ہوا وہ میت و نابود ہو جاتا ہے
اور اوسکا کچہ اثر باقی نہین رہتا ہے باوجود اسکے شامی جلد ۵ کے صفحہ ۲۰۱ مین لکہا ہے کہ عبد اللہ ابن
مبارک کہتے ہین کہ اسکے یہ معنی ہین کہ ایسا حلوان اوسوقت حلال ہے کہ جب اسکے بعد چند روز تک
مثل گاو غلاظت خور کی چارہ کہاتا رہے اور شرح وہبانیہ مین قنیہ سے منقول ہے کہ تب وہ حلال ہے
کہ جب بہت دنون کے بعد ذبح کیا جاوے ورنہ نہین انتہی۔ پس اسمسئلہ پر عقلاً و نقلاً کوئی اعتراض
وارد نہین ہو سکتا ورنہ لازم آویگا کہ آپ ترکاریان وغیرہ نہ کہایا کرین کیونکہ اونمین بہی غلاظت و گوبر
کہاد ڈالا جاتا ہے مگر اونکو تو آپ حلوا شیر بے دودہ سمجہکر خوش جان کر لیتے ہین اور فقہ کے بیان پر
اعتراض کرتے ہین۔ افسوس آپکو اپنے رسالہ فتح المغیث نخبۃ الحدیث کی بہی خبر نہین کہ اسکے صفحہ
۲۳ مین لکہا ہے کہ اصل ہر چیز مین حلت ہے اور نہین حرام مگر وہ چیز جسکو حرام کیا خدا اور رسول نے
اور جس چیز سے سکوت کیا خدا اور رسول نے وہ معاف ہے انتہی۔ اب آپ فرماوین کہ خدا و رسول نے
ایسے حلوان کو جو سور کے دودہ سے پلا ہے اور پہر ایسے عرصہ کے بعد ذبح کیا گیا ہے کہ جب اسکے
دودہ کا اثر زائل ہو گیا ہے کہان حرام فرمایا ہے۔ **قولہ** غایۃ الاوطار جلد سوم کے صفحہ ۸۵ مین
لکہا ہے کہ اگر مسلمان نے وکیل کیا ذمی کو شراب یا سور کے بیچنے یا خریدنے کے واسطے تو یہ توکیل اور بیع و شرا

دنیا میں یا اگر ہین جنکو اپنے گہر کی خبر نہین اور وہ شعر اور دن پڑھنی کرتے ہین سہ تو ابھی فقہ حنفی کی سیت جہن غلط کر رہے ہو تو بہیت ۔ **قولہ** نماز الا وطار کے صفحہ ۲۱۴ مین لکہا ہے حد نہین واجب مکلف کو زنا کرنے پر سا تہہ عورت کے کہ مرتکب علت نہ مرد پر نہ عورت پر اور حد نہین اوپر اوس شخص کے ساتھ زنا کرنے جسکو نابالغ کے واسطے فرو دین ہی **جواب** ان مسئلون مین کوئی مخالف حدیث کے نہین اگر ہو تو بیان کرو اور پہلے مسئلہ مین اسلئے حد نہین کہ زنا کو سا تہہ مین یہ دو نون اصل ہے اور عورت اسکے تابع ہوا کرتی ہے پر سو بسبب غیر مکلف شرعی ہونیکے حد ساقط ہوگئی تو تابع کے حق مین خود بخود ساقط ہوگئی جیسا کہ شامی مین لکہا ہو اور عورت پر سو حد کے ساقط ہونے سے یہ ہرگز لازم نہین آتا کہ وہ گناہ ہی نہین ہوئی اگر گناہ ہو کر ساتھ ہی تعزیر اور دوسرے مسئلہ مین اسلئے حد نہین کہ اجارہ بہ صورت عقد کی پیدا ہوکر شبہہ پڑ گیا لیکن تعزیر دونونکو دیجاویگی جیسا کہ مستخلص مین لکہا ہو ان صورۃ العقد اورثت شبہۃ فیسقط بہ الحد لکنہ یعزر لانہ ارتکب جریمۃ انتہی **قولہ** کتاب صفحہ ۱۰۰ مین لکہا ہو کہ کتے کو اپنے ساتھ اوٹھا کر (یعنی بغل مین دبا کر نماز پڑھنی درست ہے) **جواب** یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے جو فقہا کتے کو نجس عین خیال نہین کرتے وہ تو درست سمجھتے ہین اور جو نجس جانتے ہین نادرست کہتے ہین اور درست کہنے والے بہی صرف اوسی حالت مین جواز کے قائل ہین کہ جب کتے کا منہہ بندھا ہوا ہو اور اوسکے منہہ کا لعاب جو پلید ہے کپڑے کو نہ لگتا ہو چنانچہ شامی مین مفصل لکہا ہے لیکن ایسے واقعات شاذ و نادر ہی وقوع مین آتے ہین اور فقہائے مجتہدین علیہم نے قواعد فقہیہ کے مطابق تخراج کر کے اسلئے انکو کتابون مین لکہدیا ہے کہ بالفرض والتقدیر اگر کبھی ایسا وقوع مین آجاوے تو لوگ حیران نہون اور لکہا لکہایا مسئلہ کتاب مین دیکہ لین آپکا انکو مردود کہنا اوسوقت مناسب تہا کہ جب آپ انکو کسی آیت قرآنیہ یا حدیث یا قول صحابہ و تابعین کے مخالف ثابت کرتے اور اوسوقت جواب بہی ترکی بہ ترکی سن لیتے لیکن آپ کو واضح ہے کہ فقہ حنفیہ کے مسائل ایسے اوپر مبنی نہین ہین کہ آپ جیسے تیرہوین صدی کے اردو ترجمہ خوان اوسمین کوئی نقص نکالکر اونکو مردود کہہ سکین یہان تو مذاہب اربعہ کے بڑے بڑے فقہا و ارکان دین کے عقول حیران ہین اور اونکو مثل سد سکندری کے مستحکم و مضبوط جانتے ہین چنانچہ عارف شعرانی صاحب میزان باوجود مالکی مذہب ہونے کے اپنی میزان کے صفحہ ۹۰ مین لکہتے ہین لو انصف المقلدون للامام مالک والامام الشافعی لم یضعف احد منہم قولا من اقوال الامام ابی حنیفۃ رح اگر امام مالک و امام شافعی کے مقلد انصاف کرین تو کسی قول کو اقوال امام ابو حنیفہ سے ضعیف نہ کہین ۔ پہر صفحہ ۷۰ مین لکہتے ہین وقد تتبعت بحمد اللہ اقوالہ و اقوال اصحابہ لما الفت کتاب ادلۃ المذاہب فلم اجد قولا من اقوالہ او اقوال اتباعہ الا وھو مستند الی آیۃ او حدیث او اثر او الی مفہوم ذلک او حدیث ضعیف کثرت طرقہ

۲۵ جلد ۲ ان صفحہ ۴۰
۲۶ حاشیہ شرح مسلم صفحہ ۲۶۷
۳۰ جلد ۱ انیسویں صفحہ ۱۰

واقف قیاس صحیح علی اصل صحیح فمن اراد الوقوف علی ذلک فلیطالع کتابی المذکور انتہی - یعنے
جب مینے کتاب اوثق المذاہب تالیف کی تو امام ابو حنیفہ اور انکے اصحاب کے اقوال کی پیروی کی اور نہ پایا
کسی قول کو اونکے اور اونکے اصحاب کے اقوال سے مگر یہ کہ وہ مستند تہا آیت یا حدیث یا اثر یا انکے مفہوم یا حدیث
ضعیف کثیر الطرق یا قیاس صحیح سے اصل صحیح پر پس جو شخص اسپر واقف ہونا چاہے وہ میری کتاب مذکور کو
مطالعہ کرے - پہر اسی کتاب کے صفحہ ۷۰ مین لکھتے ہین وانما طعن احد فی قول من اقوالہم الا لجہلہ بہا اما
من حیث دلیلہ واما من حیث دقۃ مدارکہ علیہ لاسیما الامام الاعظم ابو حنیفۃ النعمان
بن ثابت رضی اللہ عنہ الذی اجمع السلف والخلف علی کثرۃ علمہ وورعہ وعبادتہ ودقۃ مدارکہ
واستنباطاتہ یعنے تحقیق کسی نے طعن نہین کیا کسی قول مین اونکے اقوال سے مگر بسبب جہل کے اونکے
ساتھ یا تو دلیل کے روسے یا اونکے دقیق مدارک سے خاصکر قول امام اعظم ابو حنیفہ رح پر جو امام حنیفہ جو سلف
وخلف نے اونکی کثرت علم وورع وعبادت اور دقت مدارک و استنباطات پر اجماع کیا ہے حضرت شیخ احمد سرہندی
مجدد الف ثانی نے مکتوبات جلد دوم کے مکتوب ۵۵ کے صفحہ ۱۰۷ و ۱۰۸ مین لکھتے ہین مثل روح اللہ مثل امام اعظم کوفی
است کہ ببرکت ورع وتقوی ودولت متابعت سنت درجہ علیا در اجتہاد واستنباط یافتہ است کہ دیگران در فہم
آن عاجزاند ومجتہدات او را بواسطہ دقت معانی مخالف کتاب وسنت دانند واورا واصحاب او را اصحاب الراے پندارند کل ذلک
لعدم الوصول الی حقیقۃ علمہ ودرایتہ وعدم الاطلاع علی فہمہ وفراستہ مگر امام شافعی رح شمہ از فقاہت او علیہ الرضوان
دریافت کہ گفت الفقہاء کلہم عیال ابی حنیفۃ فی الفقہ بے شائبہ تکلف وتعصب گفتہ میشود کہ نورانیت مذہب
حنفی بنظر کشفی در رنگ دریاے عظیم مے نماید وسائر مذاہب برنگ حیاض وجداول بنظر مے آید [illegible]
[illegible] زمین و آسمان [illegible]
[illegible] ابی فقہ ابو حنیفہ [illegible]
باقی ہمہ شرکت دارند ودر فقہ صاحب خانہ اوست ودیگران ہمہ عیال ویند انتہی - اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے
رسالہ فیوض الحرمین مین لکہا ہے عرفنی رسول اللہ ان فی المذہب الحنفی طریقۃ انیقۃ ہی اوفق الطرق
بالسنۃ المعروفۃ التی جمعت ونقحت فی زمان البخاری واصحابہ انتہی یعنے معلوم کروایا مجکو رسول خدا
نے کہ مذہب حنفی مذہب پسندیدہ ہے وہ موافق تر ہے اور مذہب سے سنت معروفہ کے ساتھ جو جمع اور پختہ ہوئی زمانہ بخاری
اور اونکے اصحاب مین - دراسات اللبیب کے صفحہ ۱۰۳ مین لکہا ہے وقد قال عروس الطریقین عثمان ابن

علی الجلابی المعروف بالہجویری فی کشف المحجوب ان معاذ الرازی رای النبی صلعم فقال
این اطلبک یا رسول اللہ قال عند فقہ ابی حنیفۃ انتہی ۔ یعنے حضرت داتا گنج بخش صاحب
کشف المحجوب مین لکھتے ہین کہ تحقیق معاذ رازی نے دیکھا آنحضرت کو پس عرض کیا کہ آپکو کہاں ڈھونڈون
آپ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ کی فقہ کے پاس صاحب میزان الشعرانی اپنی کتاب کے صفحہ ۰۰ مین اُس
شخص کی تردید مین جسنے امام فخر الدین رازی کی کتاب سے کچھ اعتراض امام ابوحنیفہ پر جمع کئے تھے
اسطرح تحریر فرماتے ہین فقلت لہ ان الفخر الرازی بالنسبۃ الی الامام ابی حنیفۃ کطالب
العلم او کاحاد الرعیۃ مع السلطان الاعظم او کاحاد النجوم مع الشمس وکما حرم العلماء
علی الرعیۃ الطعن علی امامہم الاعظم الا بدلیل واضح کالشمس فکذلک یحرم علی
المقلدین الاعتراض والطعن علی ائمتہم فی الدین الا بنص واضح لا یحتمل التاویل انتہی
یعنے مینے اُسکو کہا کہ امام فخر الدین رازی بہ نسبت امام ابوحنیفہ رح کے مثل ایک طالب علم کی ہے یا
اوسکو ایسی نسبت ہے جیسے ایک بڑے بادشاہ کے ساتھ رعایا مین سے کسی شخص کو یا ایک ستارہ کو
سورج کے ساتھ اور جسطرح علماء نے رعیت کو اپنے بادشاہون پر بغیر دلیل سورج جیسے روشن کے طعن کرنا حرام
کیا ہے اسیطرح مقلدین پر بغیر نص روشن غیر محتمل تاویل کے اپنے ائمہ دین پر اعتراض وطعن کرنا حرام کیا ہے
اسیطرح اور بہت سے علماء کرام نے امام ابوحنیفہ اور اونکی فقہ کی توثیق مین دفتر کے دفتر لکھے ہین جسکو اونکا شوق
دیکھنا مطلوب ہو میری کتاب حدائق الحنفیہ سے جو عنقریب چھپنے والی ہے دیکھ لے پس یہان غور کرنا چاہئے کہ
جب بقول عارف شعرانی امام فخر الدین رازی جیسے شخص کو جو اپنے زمانہ کے امام اجل گذرے ہین امام ہمام ابوحنیفہ
کے آگے ایک ادنے طالب علم جیسی حیثیت ہے تو آپ اُردو ترجمہ خوان کس قطار وشمار مین ہین بقول مشہور کیا
پدی اور کیا پدی کا شوربا ۔ یہ آپ اچھی طرح سے سمجھ رکھین کہ زباندرازی سے فقہ حنفیہ کا تو کچھ نہین بگڑیگا
صرف آپ ہی ٹکرین مار مار کر رہ جائینگے ع یا ناطح الجبل العالی لیکلمہ اشفق علی الراس لا
تشفق علی الجبل ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک
انت الوہاب

تمت

اطلاع چونکہ حسب قانون بستم سنہ ۱۸۴۷ء اس رسالہ کے حق تصنیف کی اجازت عبد العزیز کو ہے و لہذا بغیر اجازت
مصنف کے کوئی صاحب اسکے طبع کرانے کی مبادرت نکرے ۔